ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور
بیادگار
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۴ر ذی الحجہ ۱۳۸۶ھ
۱۷ر مارچ ۱۹۶۷ء
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ○ لاہور
ہدیہ ۲۵ پیسے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

وَعَنْ اَبِیْ مُوْسیٰ الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَثَلُ الَّذِیْ یَذْکُرُ رَبَّہٗ وَالَّذِیْ لَا یَذْکُرُہٗ مَثَلُ الْحَیِّ وَالْمَیِّتِ" رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ وَرَوَاہُ مُسْلِمٌ فَقَالَ: مَثَلُ الْبَیْتِ الَّذِیْ یُذْکَرُ اللّٰہُ فِیْہِ وَالْبَیْتِ الَّذِیْ لَا یُذْکَرُ اللّٰہُ فِیْہِ مَثَلُ الْحَیِّ وَالْمَیِّتِ ۔

ترجمہ:۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس شخص کی مثال جو اپنے رب کا ذکر کرتا ہے۔ اور وہ شخص جو اپنے رب کا ذکر نہیں کرتا زندہ اور مردہ جیسی ہے امام بخاری نے اس روایت کا ذکر کیا ہے اور امام مسلم نے بھی اس کو روایت کیا ہے اور اس میں یہ الفاظ بھی ذکر کئے کہ اس مکان کی مثال جس میں ذکر الٰہی کیا جاتا ہے اور وہ مکان کی مثال جس میں ذکر الٰہی کیا جاتا ہے اور وہ مکان جس میں ذکر الٰہی نہیں کیا جاتا زندہ اور مردہ کی طرح ہے ۔

وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: "یَقُوْلُ اللّٰہُ تَعَالیٰ اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ وَاَنَا مَعَہٗ اِذَا ذَکَرَنِیْ: فَاِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ نَفْسِہٖ ذَکَرْتُہٗ فِیْ نَفْسِیْ، وَاِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ مَلَاءٍ ذَکَرْتُہٗ فِیْ مَلَاءٍ خَیْرٍ مِّنْھُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے کہ میں اپنے بندہ کے گمان کے موافق ہوں اور میں اس کے ساتھ ساتھ ہوں جب وہ مجھ کو یاد کرتا ہے سو اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے۔ تو میں بھی...... اس کو اپنے دل میں یاد کرتا ہوں، اور اگر وہ کسی جماعت میں میرا ذکر کرتا ہے۔ تو میں اس کا ایسی جماعت میں ذکر کرتا ہوں جو ان سے بہتر ہے (بخاری و مسلم)

وَعَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَبَقَ الْمُفَرِّدُوْنَ" قَالُوْا: وَمَا الْمُفَرِّدُوْنَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ؟ قَالَ الذَّاکِرُوْنَ اللّٰہَ کَثِیْرًا وَالذَّاکِرَاتُ " رَوَاہُ مُسْلِمٌ

رُوِیَ: "اَلْمُفَرِّدُوْنَ" بِتَشْدِیْدِ الرَّاءِ وَتَخْفِیْفِھَا وَالْمَشْھُوْرُ الَّذِیْ قَالَہُ الْجُمْھُوْرُ التَّشْدِیْدُ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ مفردون، سبقت لے گئے صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مفردون کون حضرات ہیں، آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کو بہت یاد کرنے والے مرد اور عورتیں (مسلم)

امام نووی فرماتے ہیں کہ لفظ مفردون" راء کے تشدید اور تخفیف دونوں سے نقل کیا گیا ہے، اور مشہور وہی ہے جو کہ جمہور نے بیان کیا یعنی تشدید۔

وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: "اَفْضَلُ الذِّکْرِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ: حَدِیْثٌ حَسَنٌ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ سب سے افضل ذکر لا الٰہ الا اللہ ہے ترمذی نے اس حدیث کو روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ بُسْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَجُلًا قَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ شَرَائِعَ الْاِسْلَامِ قَدْ کَثُرَتْ عَلَیَّ فَاَخْبِرْنِیْ بِشَیْءٍ اَتَشَبَّثُ بِہٖ قَالَ: "لَا یَزَالُ لِسَانُکَ رَطْبًا مِّنْ ذِکْرِ اللّٰہِ" رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ: حَدِیْثٌ حَسَنٌ۔

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ احکام اسلام میرے لئے بہت ہوگئے تو مجھ کو کوئی ایسی چیز بتلائیے کہ میں اس کو لازم پکڑ لوں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تیری زبان برابر اللہ تعالےٰ کے ذکر سے تر رہے یعنی ہمیشہ تو ذکر الٰہی میں مشغول رہے (ترمذی نے اس حدیث کو ذکر کیا اور کہا کہ حدیث حسن ہے۔

وَعَنْ اُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ جُوَیْرِیَۃَ بِنْتِ الْحٰرِثِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مِنْ عِنْدِھَا بُکْرَۃً حِیْنَ صَلَّی الصُّبْحَ وَھِیَ فِیْ مَسْجِدِھَا ثُمَّ رَجَعَ بَعْدَ اَنْ اَضْحٰی وَھِیَ جَالِسَۃٌ فَقَالَ: مَا زِلْتِ عَلَی الْحَالِ الَّتِیْ فَارَقْتُکِ عَلَیْھَا؟ قَالَتْ: نَعَمْ۔ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "لَقَدْ قُلْتُ بَعْدَکِ اَرْبَعَ کَلِمَاتٍ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ لَوْ وُزِنَتْ بِمَا قُلْتِ مُنْذُ الْیَوْمِ لَوَزَنَتْھُنَّ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ عَدَدَ خَلْقِہٖ، وَرِضَا نَفْسِہٖ، وَزِنَۃَ عَرْشِہٖ، وَمِدَادَ کَلِمَاتِہٖ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ

وَفِیْ رِوَایَۃٍ لَہٗ: سُبْحَانَ اللّٰہِ عَدَدَ خَلْقِہٖ، سُبْحَانَ اللّٰہِ رِضَا نَفْسِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ زِنَۃَ عَرْشِہٖ، سُبْحَانَ اللّٰہِ مِدَادَ کَلِمَاتِہٖ"، وَفِیْ رِوَایَۃِ التِّرْمِذِیِّ: "اَلَا اُعَلِّمُکِ کَلِمَاتٍ تَقُوْلِیْنَھَا؟ سُبْحَانَ اللّٰہِ عَدَدَ خَلْقِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ عَدَدَ خَلْقِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ عَدَدَ خَلْقِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ رِضَا نَفْسِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ رِضَا نَفْسِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ رِضَا نَفْسِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ زِنَۃَ عَرْشِہٖ، سُبْحَانَ اللّٰہِ زِنَۃَ عَرْشِہٖ، سُبْحَانَ اللّٰہِ زِنَۃَ عَرْشِہٖ، سُبْحَانَ اللّٰہِ مِدَادَ کَلِمَاتِہٖ، سُبْحَانَ اللّٰہِ مِدَادَ کَلِمَاتِہٖ۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ مِدَادَ کَلِمَاتِہٖ۔

حضرت امیر المومنین جویریہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس سے علی الصباح صبح کی نماز پڑھنے کے بعد تشریف لائے اور حضرت جویریہؓ اپنی نماز ہی کی جگہ پر بیٹھی ہوئی تھیں پھر حضور اکرم چاشت کے بعد تشریف لائے اور وہ اسی طرح اپنی جگہ پر بیٹھی ہوئی تھیں۔ آپ نے فرمایا۔ تم برابر اسی جگہ پر بیٹھی رہی ہو کہ جس حالت پر میں تم کو چھوڑ کر گیا تھا۔ انہوں نے جواب دیا جی ہاں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے تمہارے پاس سے جانے کے بعد تین مرتبہ چار ایسے کلمات کہے۔ جن کو اگر تمہاری اس چیز سے جو آج تم نے پڑھی

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایڈیٹر
مناظر حسین نظرؔ
ٹیلیفون
۶۷۵۴۵

ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور

سالانہ
گیارہ روپے
ششماہی
چھ روپے

جلد ۱۲ | ۴ ذی الحجہ ۱۳۸۶ھ مطابق ۱۷ مارچ ۱۹۶۷ء | شمارہ ۴۵

قومی اخلاق پر ایک نظر

نائب مدیر

امتِ اسلامیہ کی تشکیل و تعمیر میں جو عنصر غالب طور پر کارفرما رہا ہے وہ اخلاقِ حسنہ کا عنصر ہے۔ اسی قوت سے معاشرہ اسلامی کو ناقابل شکست تنظیم حاصل ہوئی اور اسی کی بدولت دین حقہ نے فروغ اور متبعین اسلام نے دیگر اقوام میں فضیلت و برتری کا مقام پایا۔ ہمارے اسلاف کرام نے بہت سے حربی مرحلے بغیر حریفانہ تصادم کے محض اخلاقی قوت سے سر کئے ان کے اس امتیازی وصف کا اعتراف مخالفِ اسلام طاقتوں نے بھی کیا ہے —— فی الحقیقت مسلمان کی سیرت و کردار کی بنیاد ہی اخلاق فاضلہ پر ہے اور اس کی تمام زندگی حسنِ اخلاق ہی سے روشن ہے یہ وہ کھلی ہوئی حقیقت ہے جس کا تاریخ قدم قدم پر واضح ثبوت پیش کرتی ہے۔ قرآنِ حکیم اوّل سے آخر تک اپنے ہر ارشاد مقدس کے ذریعے اہل ایمان میں اسی صفتِ گرامی کا التزام فرماتا نظر آتا ہے اور حضرتِ صادق المصدوق علیہ السلام نے اپنی بعثتِ قدسی کی غایت و نہایت بھی یہ کہہ کر واضح فرما دی ہے کہ مجھے دنیا میں متمم مکارم اخلاق بنا کر بھیجا گیا ہے۔ اس ضمن میں صحاح ستہ میں "اخلاق" پر مستقل باب موجود ہیں۔ یہاں تک کہ محسنِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن جب میزان عدل قائم ہوگی تو سب سے پہلے حسنِ خلق کی روداد ترازو میں رکھی جائے گی۔

ان ارشادات گرامی کی روشنی میں جب ہم موجودہ قومی سیرت کا جائزہ لیتے ہیں تو دل کانپ جاتا ہے۔ کون سی برائی ہے جو آج ہم میں نہیں پائی جاتی حسنِ اخلاق کی کون سی قدر ہے جسے ہم نے اغراض نفسانی کے پاؤں تلے نہیں روندا۔ اور ضابطۂ الٰہی کی کون سی مقدس شق ہے جس کی ہم نے دیدہ و دانستہ خلاف ورزی نہیں کی۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ ہم اخلاقی طور پر اپنے آپ کو سنبھالنے اور بلند کرنے کی ضرورت و اہمیت کا کیوں احساس نہیں کرتے۔ آج جب غیر قوموں کے مدبّرین و مفکّرین بھی اعلانیہ اس بات کا فیصلہ دے چکے ہیں کہ امن کی حالت تو ایک طرف خود جنگوں میں بھی مادّی ساز و سامان اور صنعتی و حرفتی وسائل کی کثرت کے باوجود اگر کوئی فیصلہ کن قوت ہے تو وہ اخلاق کی قوت ہے۔ کیا ہمارے اربابِ حلّ و عقد، مذہبی قائدین اور عوامی سربراہوں کو یہ معلوم نہیں کہ جو قوم اخلاقی لحاظ سے پست ہو جاتی ہے۔ اس میں شدائد و مصائب کا مقابلہ کرنے اور دشمنان قوم و ملک کے سامنے ثابت قدمی سے سینہ سپر ہونے کا جوہر بھی باقی نہیں رہتا۔ حالات کی ناساعدت مخالفتوں کے ہجوم اور فتن کے طوفانوں سے پامردی کے ساتھ پنجہ آزما وہی قوم ہو سکتی ہے۔ جو مادّی قوت کے لحاظ سے مطلوبہ معیار پر نہ سہی لیکن اخلاقی لحاظ سے پوری طرح آراستہ ہوتی ہے۔

اگر یہ بات سو فیصد درست اور ریب و گمان سے پاک ہے تو پھر ہم یہ عرض کرتے ہیں حق بجانب ہیں کہ اخلاقی انحطاط کو جو روز افزوں ہے گوارا کر کے ہم مجموعی طور پر اپنی بربادی کو دعوت دے رہے ہیں۔ دنیا کی اس ذلّت و ناکامی کے علاوہ آخرت میں جو محاسبہ ہوگا اس سے ہمیں یہ راگ رنگ، رقص و موسیقی، نیم عریاں لباس، کثرتِ فواحش، سمگلنگ، چوربازاری، اشیائے خورد و نوش میں ملاوٹ، اغوا، ڈکیتی، قتل، رشوت، سود، منشیات کا کاروبار اور سب سے بڑھ کر مغرب کی کورانہ تقلید میں صرف مادّی ترقیاں ہرگز نہ بچا سکیں گی۔ ہمارے لئے دنیا و آخرت میں کامیاب و سرخرو ہونے کی صرف ایک ہی صورت ہے کہ ہم کتاب و سنت کے احکام اور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ میں اپنی اور اپنی اولادوں کی زندگیوں کو ڈھال لیں۔ اس سلسلے میں اگر ایک طرف حکومت قانون و قوت سے پوری طرح کام لے اور دوسری طرف علماء کرام اور واعظین اپنے ارشادات و مواعظ میں اسی موضوع پر عوام سے مسلسل خطاب کریں تو معاشرے میں صالح تغیّر کی امید کی جا سکتی ہے۔ لیکن ان اقدامات کو مؤثر بنانے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ اخلاقی فضائل کا پرچار اور معاشرتی برائیوں کے استیصال کی فکر کرنے والے بزرگ اپنے اپنے ماحول میں ذاتی کردار کو کم سے کم اتنا اونچا اور بے لوث بنا کر پیش کریں کہ عوام کے لئے برسر عام "توبہ فرمایان چرا خود توبہ کمتر میکنند"
کا الزامی جواب دہرانے کی گنجائش باقی نہ رہے۔ ورنہ اصلاح معاشرہ کی پکار تو بارہا سنی گئی ہے۔ اور مسجد سے لے کر ایوانِ حکومت اور تعلیمی درسگاہوں سے عوامی پلیٹ فارم تک ان بصیرت افروز تلقینوں سے گونجتے رہے ہیں۔ آج بھی ہمارے اکابر کے اکثر اخباری بیانات ایسی ہی سرخیوں سے مزیّن ہوتے ہیں اور ان

یہ دور اپنے براہیم کی تلاش میں ہے
صنم کدہ ہے جہاں لا الٰہ الّا اللہ (اقبال)

قارئین خدام الدین کو عید مبارک (ادارہ)

مجالس ذکر

۱۹ ذی قعدہ ۱۳۸۶ھ بمطابق ۲ مارچ ۱۹۶۷ء

شعائر اللہ کی تعظیم فرض ہے

مرتبہ: خالد سلیم۔ ایم۔اے

حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ اما بعد
فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَمَنْ یُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰہِ فَاِنَّھَا مِنْ تَقْوَی الْقُلُوْبِ ۝

ترجمہ۔ اور جو کوئی ادب رکھے اللہ کے نام لگی چیزوں کا۔ سو وہ دل کی پرہیزگاری کی بات ہے۔

(حضرت شیخ الہندؒ) پ۱۷ ع۱۱

اللہ تعالیٰ کا احسان و فضل ہے۔ کہ ہم سب کو مل جل کر اپنا ذکر کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو کثرت سے اپنی یاد کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین!

ہر قوم کے کچھ نہ کچھ شعائر (نشانیاں) ہوتے ہیں۔ جن کی وجہ سے وہ قوم پہچانی جاتی ہے۔ سکھوں کے شعائر کیس۔ کڑا اور کچھا ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے شعائر نماز۔ روزہ۔ حج۔ قربانی وغیرہ ہیں۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے۔ کہ شعائر اللہ کی تعظیم شرک میں داخل نہیں جس کے دل میں پرہیزگاری کا مضمون اور خدائے واحد کا ڈر ہوگا۔ وہ اس کے نام لگی چیزوں کا ادب ضرور کرے گا یہ ادب کرنا شرک نہیں بلکہ عین توحید کے آثار میں سے ہے کہ خدا کا عاشق ہر اُس چیز کی قدر کرتا ہے جو بالخصوص اس کی طرف منسوب ہو جائے۔ قربانی کے جانور بھی شعائر اللہ میں سے ہیں۔ جن کی ذوات میں اور جن کو ادب کے ساتھ قربان کرنے میں تمہارے لئے بہت سی دینوی اور اُخروی بھلائیاں ہیں

سچا اور کھرا مسلمان وہ ہے۔ جو شعائر اللہ کی تعظیم کرتا ہے۔ جو دل سے شعائر اللہ کی تعظیم نہ کرے اور انکار و مذاق اڑائے وہ کافر ہے۔ اور جو قربانی کو ضیاع دولت تصور کرتا ہے اُس کا ایمان ناقص ہے۔

اس لئے ہم پر فرض ہے۔ کہ ہم شعائر اللہ کی دل سے عظمت و محبت کریں۔ اور اس محبت و عظمت کا عمل سے اظہار کریں۔ مثلاً اللہ کی راہ میں قربانی کریں نماز ۵ وقتہ ادا کریں اور قرآن پاک کی تلاوت کریں وغیرہ وغیرہ قرآن مجید بھی شعائر اللہ میں سے ایک ہے لاہور کے ایک بہت بڑے افسر حضرتؒ کے درس میں آیا کرتے تھے۔ اُنہوں نے اپنا ایک واقعہ سنایا۔ کہ میں جنگ عظیم میں افریقہ (غیر مہذب ملک) میں ڈیوٹی پر فائز تھا۔ وہاں کے لوگ جانوروں کی کھالوں کے لباس پہنتے تھے۔ ایک دن میں صبح کے وقت اپنے خیمہ میں بیٹھا قرآن مجید کی تلاوت کر رہا تھا۔ کہ کیا دیکھتا ہوں۔ کہ دو ننگے افریقی ایک دنبہ اٹھائے خیمہ کے پاس آگئے۔ میں نے اپنے ساتھی کے ذریعہ پوچھا۔ کہ یہ کیوں آئے ہیں۔ تو اُنہوں نے جواب دیا۔ کہ یہ ہمارا بھائی ہے۔ ہم نے جب قرآن مجید سنا تو ہم بہت خوش ہوئے ہم اس کی مہمان نوازی کے لئے دُنبہ لائے ہیں۔ یہ ہے قرآن مجید کی عظمت۔ اسی طرح جو نماز پڑھے گا حج کرے گا وہ لازمی مسلمان تصور کیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو شعائر اللہ کی تعظیم کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آپ سب حضرات اللہ تعالیٰ سے شعائر اللہ کی عظمت کے وسیلہ سے دعا مانگیں خود تعلیم دین حاصل کریں اور بچوں کو دین کی تعلیم دلا کر صدقہ جاریہ بنائیں۔ اپنی صحت و کوشش کے مطابق اشاعتِ دین کریں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے اور خاتمہ ایمان کامل پر فرمائے آمین!

ذوق و عبرت

(رفیق لُودھیانوی لاہور)

(۱) بنامِ نام آمد

جس کے ناموں کی نہیں کچھ انتہا
ابتدا کرتا ہوں اُس کے نام سے
خُوب اُس کو علم ہے آغاز کا
خُوب ہے آگاہ وہ انجام سے

(۲) نعت آخر

کسی نے کہہ دیا خاکی کسی نے کہہ دیا نوری
زمانہ آج تک سمجھا نہیں یہ راز کیا تم ہو
خُدا آخر خدا ہے اُس کی عظمت کا تو کیا کہنا
خُدا کے بعد جو کچھ بھی ہو محبوبِ خدا تم ہو

(۳) دین اسلام

نِری عسکریت بھی ناکام ہے
نِری مولویت بھی بدنام ہے
مجاہد بھی ہو، اور عابد بھی ہو

(۴) خلاصۂ تعلیمات

بھول جا اے دوست فوراً بھول جا
اپنی ہر نیکی، جہاں کی ہر بدی
یاد رکھ اے دوست ہر دم یاد رکھ
موت کی آمد' خدا کی برتری

(۵) احساسِ محرومی

وائے محرومی کہ آدھی عمر سونے میں کٹی
اور جو باقی بچی وہ رونے دھونے میں کٹی
فیضؔ دُنیا میں نہ کوئی کام بھی ہم سے ہوا
زندگی جتنی ملی سب وقت کھونے میں کٹی

جمعہ ایڈیشن

۲۷ر ذی قعدہ ۱۳۸۶ھ بمطابق ۱۰ر مارچ ۱۹۶۷ء

عشرہ ذی الحجہ

حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ : اما بعد:
فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

وَاذْكُرُوهُ كَمَا هَدَاكُمْ وَإِنْ كُنْتُمْ مِنْ قَبْلِهِ لَمِنَ الضَّالِّينَ ○

ترجمہ: اور اسے (اس طرح) یاد کرو جس طرح تمہیں سکھلایا اور بیشک اس سے پہلے تم ناواقف تھے۔

اس آیت میں بتلایا گیا ہے کہ اللہ تعالےٰ کی یاد ان طریقوں سے کرو جو اللہ تعالےٰ کے رسولؐ نے سکھلائے ہیں۔ اللہ تعالےٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقوں کے برعکس اپنی طرف سے من گھڑت طریقے وضع کرنا سخت گناہ ہے۔

چنانچہ اب جبکہ عشرہ ذی الحجہ شروع ہو چکا ہے اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق اس کے فضائل و اعمال عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ عشرہ ذی الحجہ کے بیان سے پہلے ضروری ہے کہ ماہ ذی الحجہ کی وجہ تسمیہ عرض کر دی جائے

وجہ تسمیہ اس مبارک مہینہ کو ذی الحجہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس میں اسلام کا ایک مقدس فریضہ اور دین مبین کا پانچواں رکن ادا کیا جاتا ہے چنانچہ اسی مناسبت سے یہ مہینہ ذی الحجہ یعنی حج کے مہینہ کے نام سے موسوم ہے۔

عشرہ ذی الحجہ

یکم ذی الحجہ سے لے کر دس ذی الحجہ تک کے دن عشرۂ ذی الحجہ کہلاتے ہیں۔ ان دس دن کی احادیث میں بہت فضیلت آئی ہے اور قرآن عزیز میں بھی ان کا تذکرہ موجود ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے

وَالْفَجْرِ وَلَيَالٍ عَشْرٍ ○

قسم ہے فجر کی اور دس راتوں کی

احادیث اور اقوال سلف سے ثابت ہے کہ دس راتوں سے مراد ماہ ذی الحجہ کی پہلی دس راتیں ہیں۔ چنانچہ احمد اور نسائی نے حضرت جابرؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "عشر" سے مراد عید الضحےٰ کے دس دن ہیں۔ علامہ ابن جریرؒ نے حضرت ابن عباسؓ اور مجاہدؒ سے روایت ہے کہ "وَلَيَالٍ عَشْرٍ" سے مراد عید قربان کی اول دس راتیں ہیں۔ شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی موضح القرآن میں "وَلَيَالٍ عَشْرٍ" سے مراد یہی دس راتیں لی ہیں۔ غرض اللہ تعالیٰ کا ان دس راتوں کی قسم کھانا ان کی بزرگی و عظمت پر بین دلیل ہے۔

عشرۂ ذی الحجہ کے فضائل

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے

مَا مِنْ ایام العمل الصالح فیھا احب الی اللہ عزوجل مِنْ ھذہ الایام یعنی ایام العشر قیل یا رسول اللہ ولا الجہاد فی سبیل اللہ؟ قال ولا الجہاد فی سبیل اللہ الا رجلا خرج بنفسہ ومالہ ثم یرجع بشیئ۔

یعنی ان دس دن (عشرہ ذی الحجہ) کی عبادت اللہ جل شانہ کو کس قدر محبوب ہے اس کے مقابلہ میں دوسرے دنوں کی اتنی محبوب نہیں ہے۔ کسی نے دریافت کیا یا رسول اللہ! خدا کے راستے میں جہاد کرنا بھی ان دنوں کے اعمال کے مساوی نہیں ہو سکتا؟ آپ نے فرمایا" ان دنوں کا مقابلہ جہاد بھی نہیں کر سکتا۔ البتہ اگر کوئی شخص اپنا مال اور جان دونوں میدان جہاد میں قربان کر دے اور دونوں میں سے کوئی چیز بھی واپس نہ آئے تو ایسا جہاد بیشک ان دنوں کے اعمال صالحہ کا مقابلہ کر سکتا ہے

حضرت ابن عمرؓ کی روایت کے الفاظ اس طرح ہیں۔

ما من ایام اعظم عند اللہ ولا احب الیہ العمل فیھن من ھذہ الایام العشر فاکثروا فیھن من التسبیح والتحمید والتہلیل والتکبیر۔

عشرہ ذی الحجہ کے نیک عمل دوسرے دنوں کے مقابلہ میں اللہ کو بہت پسندیدہ ہیں پس ان دنوں میں تسبیح، تحمید، تہلیل اور تکبیر یعنی سبحان اللہ، الحمد للہ، لا الٰہ الا اللہ، اور اللہ اکبر خوب کثرت سے پڑھا کرو۔

تمام ایام دنیا میں ذی الحجہ کے ابتدائی

دس دن افضل ہیں

حدیث میں آتا ہے:۔

ان افضل ایام الدنیا ایام ھذہ العشر قیل یا رسول اللہ ولا مثلھن فی سبیل اللہ قال الا من عفر وجھہ فی التراب

یعنی تمام ایام دنیا میں سے ذی الحجہ کے دس دن افضل ہیں۔ کسی نے عرض کیا جو دن جہاد میں صرف ہوں وہ دن بھی ان دنوں کی فضیلت کا مقابلہ نہیں کر سکتے؟ فرمایا" ایسا جہاد تو ان دنوں کا مساوی ہو سکتا ہے جس میں مجاہد کا چہرہ خون آلود ہو جائے اور وہ میدان جہاد ہی میں قربان ہو جائے

سب سے پسندیدہ دن

مَا مِنْ أَيَّامٍ أَحَبَّ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى أَنْ يُتَعَبَّدَ لَهُ فِيهَا مِنْ عَشْرِ ذِي الْحِجَّةِ يَعْدِلُ صِيَامُ كُلِّ يَوْمٍ مِنْهَا بِصِيَامِ سَنَةٍ وَقِيَامُ كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْهَا بِقِيَامِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ

اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی دن جس میں خدا کی عبادت کی جاتے ذی الحجہ کے عشرہ سے زیادہ محبوب نہیں۔ ان میں ہر دن کے روزہ رکھنے کا ثواب سال بھر کے روزوں کے ثواب کے برابر ہے اور ان میں ہر رات کی عبادت کا ثواب لیلۃ القدر کی عبادت کے ثواب کے برابر ہے۔

ایک سال کے روزے کا ثواب

حضرت ابن عباسؓ کی روایت میں ارشاد نبوی ہے۔

مَنْ صیام العشر فلہ بکل یوم صوم شھر ولہ بصوم الترویۃ سنۃ

جس شخص نے دس دن کے روزے رکھے اس کو ہر روزے کے بدلے میں ایک مہینہ کے روزوں کا ثواب ملتا ہے۔ اور آٹھویں تاریخ کے روزے کا ثواب ایک سال کے برابر ہے۔

ہزاروں دن کے برابر ایک دن

حضرت انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ کہا جاتا تھا کہ ذی الحجہ کے دس دنوں میں سے ہر دن فضیلت میں ایک ہزار دن کے مساوی ہے اور عرفہ کا دن دس ہزار دن کے برابر ہے۔

دو سال کے گناہوں کا کفارہ

حضرت ابو قتادہؓ کی روایت میں نویں تاریخ کے روزے کو دو سال کے گناہوں کا کفارہ فرمایا گیا ہے۔

ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں

احتسب علی اللہ ان یکفر السنة التی قبله والسنة التی بعده

یعنی یوم عرفہ کا روزہ ایک سال اور ایک سال بعد کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔

حاصل

مذکورہ بالا تمام روایات سے یہ نکلا کہ عشرہ ذی الحجہ کے دن بڑے ہی بابرکت، پر عظمت اور بزرگی کے دن ہیں ان دنوں میں اللہ کی یاد کثرت سے کرنا، اس کی حمد وثناء بیان کرنا تسبیح و تقدیس اور تہلیل میں ہمہ وقت مشغول رہنا درحقیقت حق تعالیٰ شانہٗ کی رضامندی کا نسخہ حاصل کرنا اور اپنی نجات کا سامان کرنا ہے اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کا ہم پر یہ بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے ہمیں اپنے پیارے حبیب جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں پیدا کیا ان کے ذریعہ سے نیکی و بدی میں تمیز کرائی اور ہمیں راہ ہدایت پر چلایا۔ پھر مزید احسان یہ فرمایا کہ ہماری نجات آخروی کے لئے آسان آسان نسخے بتائے اور معمولی معمولی اعمال کے عوض جنت کی خوشخبریاں دیں۔ یہ اس کا فضل و احسان اور اپنے بندوں کو نوازنے کا ڈھنگ نہیں تو کیا ہے کہ ایک ایک دن کی عبادت کو ہزار ہزار دن کی عبادت کے برابر قرار دیا جا رہا ہے اور فقط ایک دن کے روزہ کو دو سال کے گناہوں کا کفارہ بتایا جا رہا ہے لیکن ہماری بدبختی کی بھی حد ہے کہ ہم ان نادر موقعوں اور رعائتوں سے فائدہ نہیں اٹھاتے اور غفلت میں وقت گزار دیتے ہیں اول تو انسان تو کسی وقت بھی اپنے خالق و مالک اور محسن حقیقی کی یاد سے غافل نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ اس کی بندگی کا تقاضا یہی ہے لیکن اگر یہ نہ ہو سکے تو کم از کم یہ ضرور ہونا چاہیئے کہ ہم فرائض وواجبات کو باقاعدگی سے ادا کریں اور اللہ کی خصوصی رحمت و توجہ کے اوقات کو غفلت میں نہ گزاریں کم از کم یہی اوقات اس کی یاد میں وقف کر دیں اور اس کی مغفرت کا دروازہ کھٹکھٹائیں تاکہ وہ راضی ہو جائے۔

اب عشرہ ذی الحجہ کے مبارک ایام آ رہے ہیں۔ آپ ان دنوں کے فضائل ملاحظہ فرمائیے۔ کم از کم ان دنوں میں ہی اللہ کو راضی کرنے کی کوشش کرو اور اس کی رحمتوں سے جھولیاں بھرنے کی فکر کرو۔

یقین جانیئے! کریم و رحیم آقا کا دروازہ کھٹکھٹانے سے کوئی سائل محروم نہیں رہ سکتا اور وہ تو ایسا دینے والا ہے کہ اس کی بخشش کا دروازہ تا زیست بند ہی نہیں ہوتا۔

کاش آپ کے گوش دل تک میری یہ آواز پہنچ سکے اور آپ مالک حقیقی کی بارگاہ میں سر نیاز جھکا کر اس کی نظر شفقت و رحمت کو اپنی طرف متوجہ کر سکیں۔

حضرت پیران پیر
سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ

محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ نے غنیۃ الطالبین میں تحریر فرمایا ہے:۔

کہتے ہیں کہ جو شخص ان دس ایام کی عزت کرتا ہے اللہ دس چیزیں دے کر اس کی عزت افزائی کرتے ہیں۔

(۱) عمر میں برکت (۲) مال میں زیادتی (۳) اولاد کی حفاظت (۴) گناہوں کی اکفار (۵) نیکیوں میں دوگنا اضافہ (۶) جان کنی میں آسانی (۷) تاریکیوں میں روشنی (۸) میزان (نیکیوں کے پلڑا) کو وزنی بنانا (۹) دوزخ کے طبقات سے نجات (۱۰) جنت کے درجات پر عروج

جس نے اس عشرہ میں کسی مسکین کو کچھ خیرات دی اس نے گویا پیغمبروں کو دیا۔ جس نے ان دنوں میں کسی بیمار کی بیمار پرسی کی گویا اس نے اللہ کے اولیاء اور ابدال کی عیادت کی۔ جو ان ایام میں کسی جنازہ کے ساتھ گیا گویا وہ شہیدوں کے جنازوں کے ساتھ گیا۔ جس نے کسی مومن کو ان دس دنوں میں لباس پہنایا اللہ اس کو اپنی طرف سے خلعت پہنائے گا جس نے کسی یتیم پر مہربانی کی اللہ اس پر مہربانی کرے گا اور جو اس زمانہ میں کسی علمی مجلس میں شریک ہوا گویا وہ انبیاء اور پیغمبروں کی مجلس میں شریک ہوا۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں عشرہ ذی الحجہ کی راتوں میں بصرہ کے قبرستان میں تھا دیکھتا ہوں کہ ایک قبر سے چمکتا ہوا نور نکلا۔ مجھے اسے دیکھ کر سخت تعجب ہوا۔ اسی تعجب میں تھا کہ مجھے ایک آواز آئی "اے سفیانؒ تجھے ذی الحجہ کے پہلے دس دن کے روزے رکھنے چاہئیں۔ اگر تو ایسا کرے گا تو تیری قبر میں سے بھی ایسا ہی نور نکلتا دکھائی دے گا"۔

دوسرا واقعہ

اسی طرح میں نے ایک بزرگ کا واقعہ کہیں پڑھا ہے۔ ان کے متعلق لکھا ہے کہ انہوں نے خواب دیکھا کہ گویا قیامت ٹوٹ پڑی ہے۔ اور میدان قیامت سامنے ہے۔ میدان قیامت میں انہیں اپنا ایک دوست نظر آیا جس کے آگے دس نور چلے جاتے ہیں اور ان کے اپنے پیچھے صرف دو نور ہیں۔ انہیں اس بات پر تعجب ہوا چنانچہ انہیں بتایا گیا کہ اس میں حیرت و تعجب کی کوئی بات نہیں۔ اس شخص نے عرفہ کے دس برس تک روزے رکھے تھے اور تو نے صرف دو برس کے دو ہی روزے رکھے ہیں۔

حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ

غنیۃ الطالبین میں لکھا ہے چونکہ حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ اللہ جل شانہٗ نے اسی عشرہ کی برکت سے قبول فرمائی تھی اس لئے اگر کوئی مومن رب کا نافرمان ہو جائے تو خواہش نفس کا اتباع کرنے لگے پھر ان دنوں میں توبہ کر لے، اللہ کی طرف رجوع کر لے اور فرمانبردار بن جائے تو اللہ اپنی مہربانی سے اس پر رحم فرمائے گا اور اس کا گناہ بخش دے گا اور اپنی رحمت سے اس کے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دے گا۔

(باقی صفحہ ۱۵ پر)

ذوالنورین مسجد کچہری مارکیٹ کوئٹہ

مسائل قربانی

قربانی کی فضیلت

عن عائشۃ رضی قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما عمل ابن آدم من عمل یوم النحر احب الی اللہ من اھراق الدم۔ (مشکوٰۃ)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قربانی کے دنوں میں خون بہانے (قربانی) سے زیادہ کوئی چیز اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں۔

خلاصہ: ان دنوں میں فرائض کے علاوہ یہ نیک کام یعنی قربانی کے جانور کا ذبح کرنا سب نیکیوں سے بڑھ کر ہے۔

عن زید ابن ارقم قال قال اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما ھذہ الاضاحی قال سنۃ ابیکم ابراھیم علیہ السلام قالوا فما لنا فیھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال بکل شعرۃ حسنۃ قالوا فالصوف یا رسول اللہ قال بکل شعرۃ من الصوف حسنۃ۔ (مشکوٰۃ)

ترجمہ: حضرت زید بن ارقمؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کرامؓ نے قربانی کے متعلق عرض کیا کہ یہ کیا ہے؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا ہمارے لئے اس میں کتنا ثواب ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قربانی کے بدن پر جتنے بال ہوتے ہیں ہر بال کے بدلے ایک نیکی لکھی جاتی ہے۔ عرض کیا پس اون کے متعلق کیا حکم ہے؟ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ نے فرمایا۔ اون کے ہر بال کے بدلے ایک نیکی ہے۔ (مشکوٰۃ)

قربانی کا حکم

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے من وجد سعۃ و لم یضح فلا یقربن مصلانا

ترجمہ: قربانی کی گنجائش کے باوجود جو قربانی نہ کرے اُسے ہمارے مصلا (عیدگاہ) کے قریب بھی نہیں ہونا چاہیئے۔

مسئلہ: جس مسلمان کے پاس ۵۲ تولے ۲ ماشے یعنی نصاب زکوٰۃ کے برابر چاندی ہو یا اتنی نقدی کہ جس سے اتنی چاندی خریدی جا سکے یا اتنی مالیت کا حاجت اصلیہ سے زائد مال و اسباب ہو۔ خواہ وہ سوداگری کے لئے ہو یا نہ ہو اور چاہے اس مالیت پر سال پورا گذر چکا ہو یا نہ ہو۔ اور اس نے قرضہ بھی کسی کا نہ دینا ہو، اگر دینا ہو تو پھر حساب کر کے دیکھو کہ اگر قرض کی رقم سے زیادہ مال و اسباب یا نقد روپیہ مندرجہ بالا مقدار کے مطابق بچتا ہے تو ایسا شخص شریعت میں مالدار ہے اُس پر قربانی کرنا واجب ہے۔

نیز ایسے شخص کو زکوٰۃ اور صدقات واجبہ کا پیسا لینا اور کھانا جائز نہیں لیکن جس کے پاس اتنا مال نہیں بلکہ اس سے تھوڑا ہے یا کچھ بھی نہیں۔ ایسا شخص شریعت کے نزدیک غریب ہے اس کو صدقات واجبہ کا پیسہ دینا درست ہے۔ اور اسے بھی لے لینا جائز ہے بشرطیکہ وہ حضرت علی، حضرت عباس، حضرت جعفر، حضرت عقیل، حضرت حارث بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی اولاد سے نہ ہو۔ البتہ مندرجہ بالا صدقات و زکوٰۃ کے علاوہ نفل صدقہ خیرات کا دینا جائز ہے۔

قربانی کے جانور

بکری، بکرا، دُنبہ، دُنبی، بھیڑ، بینڈھا، گائے، بیل، بھینس، بھینسا، اونٹ، اونٹنی۔ صرف ان جانوروں کی قربانی جائز ہے۔ ان کے سوا اور کسی جانور کی قربانی جائز نہیں۔

قربانی کے جانور کی عمر

اگر جانور اپنے گھر میں پیدا ہوا ہو یا جس شخص سے خریدا جائے اس پر سو فیصدی یقین ہو کہ یہ سچا آدمی ہے، اپنے مفاد پر خوفِ خدا کو مقدم رکھنے والا ہے تو پھر دنوں کے لحاظ سے تینوں قسم کے جانوروں کی کم از کم عمر یہ ہو۔ بھیڑ بکری کی قسم سال بھر۔ گائے، بھینس کی قسم دو سال اونٹ اور اونٹنی پانچ سال

اگر عمر میں شبہ ہو تو پھر دانتوں کا لحاظ ضروری ہے۔ یعنی دودھ کے دو دانت گر کر اُن کی جگہ گھاس کے دانت نکل چکے ہوں جو کہ باقی دانتوں سے قدرے چوڑے اور اونچے ہوں گے۔ کیونکہ تجربہ سے یہ ثابت ہے کہ بھیڑ بکری کے یہ دانت سال بھر کے بعد نکلتے ہیں اور گائے بھینس کے دو سال کی ہوں تو نکلتے ہیں اور اونٹ اور اونٹنی پانچ سال کے ہوں تو نکلتے ہیں۔ لہٰذا اگر قربانی کا جانور کسی سے خریدا جائے تو جس جانور کے یہ دانت نہ نکلے ہوں اس جانور کو نہ خریدنا چاہیئے۔ کیونکہ بعض بیچنے والے اپنے مفاد کی خاطر غلط عمر بتا کر جانور بیچ دیتے ہیں۔ عمر کم ہونے کی وجہ سے ایسے جانور کی قربانی جائز نہیں۔ عمر کی تحقیق ضروری ہے ورنہ قربانی جائز نہیں ہوگی۔ البتہ چھ ماہ کا دنبہ اگر اتنا موٹا تازہ ہو کہ سال بھر والے دنبوں میں چھوڑ دو تو جسمانی لحاظ سے کوئی فرق نہ معلوم ہو تو ایسے دنبہ کی قربانی جائز ہے۔ اگر اس کی چکی نہیں ہے تو پھر علماء کا اختلاف ہے۔ احتیاطاً بینڈھا سال بھر سے کم نہیں ہونا چاہیئے

ان عیبوں والے جانور کی قربانی جائز نہیں

اندھا۔ کانا۔ ایک آنکھ کی تہائی (⅓) حصہ روشنی یا اس سے زیادہ جاتی رہی ہو۔ ایک کان تہائی یا تہائی سے زیادہ کٹ چکا ہو یا پیدائشی ہی سے نہ ہوں۔ دُم تہائی یا تہائی سے زیادہ کٹ گئی ہو۔ اتنا لنگڑا کہ تین پاؤں کے سہارے چلتا ہو، چوتھے پہ بالکل سہارا نہ دے سکتا ہو۔ اتنا لاغر اور دُبلا کہ ہڈیوں میں بھی بالکل گودا نہ رہا ہو۔ دانت بالکل نہ ہوں یا دانتوں کی اکثریت گر چکی ہو۔ سینگ بالکل جڑ سے ٹوٹ چکے ہوں۔ اتنی سخت خارش کہ جس سے بالکل لاغر ہو گیا ہو۔ جس کے تھن خشک ہو چکے ہوں یعنی دودھ کے قابل ہی نہ رہے ہوں۔ ایسا بیمار کہ گھاس نہ کھا سکے۔

ایسا جانور قربانی کے لئے جائز ہے

جس جانور کے پیدائشی سینگ نہ ہوں

یا سینگ تو تھے مگر جڑ سے اوپر اوپر ٹوٹ گئے۔ ذرا ذرا سے چھوٹے چھوٹے کان ہوں۔ طول میں کان پھٹا ہوا ہو یا منہ کی طرف، خواہ لٹکتا ہوا ہو یا پیچھے کی طرف سے پھٹا ہوا ہو جائز ہے۔ (مظاہر حق جلد اول)

قربانی کا وقت

گاؤں میں ذی الحجہ کے چاند کی دسویں تاریخ کی صبح صادق سے لے کر چاند کی بارہویں تاریخ کے غروب آفتاب سے پہلے پہلے قربانی کا وقت ہے۔ شہر اور قصبہ میں جب تک عید کی نماز نہ پڑھ لی جائے قربانی کرنا درست نہیں۔ گویا شہر اور قصبہ میں نماز عید کے بعد سے لے کر بارھویں تاریخ کے غروب آفتاب سے پہلے پہلے تک ہے۔

مسئلہ: بارہویں تاریخ کو جب سورج غروب ہو گیا تو خواہ گاؤں ہو یا شہر قربانی کا وقت ختم ہو گیا۔

مسئلہ: قربانی کے وقت کے دوران میں جب جی چاہے قربانی کا جانور ذبح کر سکتے ہیں چاہے دن ہو یا رات۔ لیکن رات کی نسبت دن زیادہ بہتر ہے اور دنوں کے لحاظ سے پہلا دن بہتر ہے پھر دوسرا اور پھر تیسرا۔

قربانی کا ذبح کرنا

جب قربانی کا جانور قبلہ رُخ لِٹا دے تو پہلے یہ دعا پڑھے:۔

اِنِّیۡ وَجَّہۡتُ وَجۡہِیَ لِلَّذِیۡ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ حَنِیۡفًا وَّمَاۤ اَنَا مِنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ ۝ اِنَّ صَلَاتِیۡ وَنُسُکِیۡ وَمَحۡیَایَ وَمَمَاتِیۡ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۝ لَا شَرِیۡکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرۡتُ وَاَنَا اَوَّلُ الۡمُسۡلِمِیۡنَ ۝ اَللّٰھُمَّ مِنۡکَ وَلَکَ ۝ پھر بِسۡمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکۡبَرُ ۝ کہہ کر ذبح کرے اور ذبح کرنے کے بعد یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلۡہُ مِنِّیۡ کَمَا تَقَبَّلۡتَ مِنۡ حَبِیۡبِکَ مُحَمَّدٍ وَّ خَلِیۡلِکَ اِبۡرَاھِیۡمَ عَلَیۡہِمَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ۔ اگر کسی دوسرے کی طرف سے ذبح کرے تو مِنِّیۡ کی بجائے مِنۡ کہہ کر اس شخص کا نام لیوے جس کی طرف سے ذبح کر رہا ہے اور باقی دعا پوری پڑھے۔

مسئلہ: اپنی قربانی کے جانور کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا بہتر ہے اگر خود ذبح کرنا نہ جانتا ہو تو پھر دوسرے سے ذبح کرانا چاہیئے۔ اور ذبح کے وقت جانور کے سامنے کھڑا ہونا بہتر ہے — مندرجہ بالا دعا اگر یاد ہو تو پڑھنا بہتر ہے اگر یاد نہ ہو تو صرف دل میں قربانی کی نیت کر کے بِسۡمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکۡبَرُ کہہ کر ذبح کر دینے سے قربانی جائز ہو جاتی ہے۔

قربانی میں غیر کی مدد

جب قربانی میں کسی دوسرے آدمی سے مدد لی جائے تو اس کو کام کی مزدوری اپنی طرف سے الگ دی جائے قربانی کے جانور کا گوشت پوست، چربی وغیرہ مزدوری میں دینے سے قربانی جائز نہیں ہوگی۔ بعض لوگ بطور مزدوری کچھ پیسے مقرر کر لیتے ہیں اور کچھ گوشت وغیرہ۔ تو ایسا معاملہ قربانی کو ناجائز کر دیتا ہے۔ بعض لوگ ایسے موقعہ پر کہتے ہیں کہ ہم تو خدا کے لئے اُسے یہ قربانی کی چیز دے رہے ہیں اور وہ بھی کہتا ہے کہ میں خدا واسطے لے رہا ہوں۔ مگر حقیقت میں وہ چیز مزدوری ہی کا حصہ ہوتی ہے۔ کیونکہ اگر اس کو وہ چیز نہ دوگے تو وہ جھگڑا کر بھی لے لے گا۔ یا مزدوری زیادہ مانگے گا یا ناراض ہو کر جائے گا۔ لہٰذا احتیاط اسی میں ہے کہ جس سے مزدوری کا کام لیا جائے اُسے گوشت پوست کچھ نہ دیا جائے بلکہ صرف پیسوں کے عوض کام لیا جائے۔

مشترکہ جانور کے گوشت کی تقسیم

گائے، اونٹ وغیرہ میں اگر سات آدمی شریک ہوتے تو گوشت کی تقسیم اندازے سے نہ کریں بلکہ خوب ٹھیک ٹھیک تول کر تقسیم کریں اگر تول کر تقسیم نہ کیا گیا تو گناہ ہوگا۔

نوٹ: قصاب وغیرہ کی مزدوری اور تقسیم گوشت میں اکثر لوگ بے پرواہی کرتے ہیں لیکن یہ معمولی سی بے پرواہی قربانی کو ناقص یا ناجائز کر دیتی ہے۔

قربانی کے گوشت پوست کا استعمال

مسئلہ: قربانی کا گوشت آپ کھائے اور رشتہ داروں کو بھی دے۔ فقیروں اور محتاجوں کو خیرات بھی کرے۔

مسئلہ: بہتر یہ ہے کہ کم از کم تیسرا حصہ خیرات کرے۔ اگر کسی نے تیسرے حصے سے تھوڑا خیرات کیا تو بھی کوئی گناہ نہیں۔

مسئلہ: قربانی کا گوشت امیر، غریب سب مسلمانوں کو دینا جائز ہے۔

مسئلہ: قربانی کی کھال یا تو یوں ہی خیرات کر دے یا بیچ کر اس کی قیمت خیرات کر دے۔ قیمت میں جو پیسے ملے ہوں بعینہٖ وہی پیسے خیرات کرنا چاہیئے۔ ان کے بدلے اور پیسے دینا بہتر نہیں۔ اگرچہ ادا ہو جائینگے۔

مسئلہ: کھال یا کھال کے پیسے ایسے لوگوں کو دے جن کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا جائز ہے جن کی تعریف اوپر بیان کی گئی ہے۔

مسئلہ: قربانی کی کھال یا کھال کے پیسے مسجد یا کسی اور نیک کام پر لگانے جائز نہیں خیرات ہی کرنا چاہیئیں۔

مسئلہ: اگر کھال کو اپنے استعمال کے لیے رکھ لے جیسے جا نماز، دف ا مشک وغیرہ بنا کر استعمال کرے تو جائز ہے لیکن بیچنے کے بعد اس کے پیسے خود استعمال نہیں کر سکتا۔

مسئلہ: قربانی کی رسی، جھول وغیرہ سب چیزیں خیرات کر دے۔

مسئلہ: جس شخص نے قربانی کرنی ہو اس کے لئے مستحب یہ ہے کہ بقرعید کے چاند کی پہلی تاریخ سے لے کر قربانی کا جانور ذبح ہونے تک نہ حجامت بنوائے نہ ناخن کٹوائے۔ چاند نکلنے سے پہلے پہلے حجامت بنوا سکتا ہے۔

قربانی کے متفرق مسائل

بھیڑ بکری کی قربانی صرف ایک آدمی کر سکتا ہے۔ گائے، بھینس، اونٹ میں زیادہ سے زیادہ سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں۔

مسئلہ: اگر قربانی کے جانور میں خریدنے کے بعد کوئی ایسا عیب پیدا ہو گیا جس سے قربانی جائز نہیں رہی تو اگر وہ شخص شریعت کے قاعدہ کی رُو سے امیر ہے تو دوسرا جانور خرید کر قربانی کرے۔ عیب پیدا ہونے سے اُس کی قربانی جائز نہ ہو گی۔ اگر غریب آدمی کے جانور میں ایسا عیب پیدا ہو جائے تو اس کو جائز ہے کہ عیب کی پرواہ نہ کرے اور قربانی کرے۔ اُس

قربانی جائز ہے۔ اس کی وجہ کتب فقہ میں بیان کی گئی ہے۔ اس مضمون میں صرف مسائل قربانی بیان کرنے مقصود ہیں اسی لیئے دلائل بیان نہیں کیئے گئے۔

مسئلہ: کسی شخص پر قربانی واجب تو نہیں تھی مگر اس نے قربانی کی نیّت سے جانور خرید لیا اب اس جانور کی قربانی واجب ہو گئی۔

مسئلہ: اگر قربانی کی نیّت سے خریدا ہؤا جانور کہیں گم ہو گیا۔ اس شخص نے دوسرا جانور قربانی کی نیّت سے پھر خرید لیا اب دوسرے جانور کو خریدنے کے بعد پہلا گم شدہ جانور بھی مل گیا، تو حکم یہ ہے کہ اگر ایسا اتفاق اُس شخص کو ہؤا جو شریعت کے لحاظ سے امیر ہے تو ایک ہی جانور کی قربانی اس پر واجب ہے ان دونوں میں سے ایک ذبح کر دے اور اگر غریب آدمی کو ایسا اتفاق ہؤا ہو تو دونوں جانوروں کی قربانی اُس پر واجب ہو گی۔ اس کی وجہ فقہ کی کتب میں موجود ہے۔

مسئلہ: اگر اپنے ارادے سے کسی فوت شدہ کو ثواب پہنچانے کے لیئے قربانی کرے تو اس کا گوشت خود بھی کھا سکتا ہے اور اگر مرنے والا وصیّت کر گیا ہو کہ میرے مال سے میری طرف سے قربانی کر دینا۔ اب اُس کی وصیّت پوری کرنے کے لیئے جو قربانی کی جائیگی تو ایسی قربانی کا سب گوشت پوست خیرات کر دینا واجب ہے۔

مسئلہ: جس جانور کے پیٹ میں بچّہ ہو اس کی قربانی جائز ہے۔ اگر بچّہ زندہ نکلے تو اسے بھی ذبح کر دیا جلئے۔

مسئلہ: کسی نے قربانی کی نذر مانی پھر وہ کام پورا ہو گیا تو اب قربانی کے دنوں میں قربانی کرنا واجب ہے خواہ امیر ہو یا غریب۔

مسئلہ: منّت کی قربانی کا تمام گوشت فقیروں، غریبوں کو خیرات کر دے۔ نہ خود کھا سکتا ہے اور نہ کسی امیر کو دے سکتا ہے بلکہ ہر قسم کی خیرات جو نذر ماننے سے واجب ہوتی ہے اُس کا بھی حکم ہے کہ نہ خود کھائے نہ امیر کو دے خواہ مٹھائی ہو یا کھانا پکّا ہو یا کچّا صرف غریب کو دینے سے ہی منّت پوری ہو گی ورنہ ذمہ رہے گی۔

مسئلہ: جو منّت خلافِ شرع یا خلافِ شرع بات کی نہ ہو اس کا پورا کرنا واجب ہے اور جو خلافِ شرع یا خلافِ شرع بات کی ہو اس کا پورا کرنا ناجائز ہے۔

مسئلہ: قربانی صرف اپنی طرف سے کرنا واجب ہے اولاد کی طرف واجب نہیں۔

مسئلہ: تکبیر تشریق ۹ ر ذوالحجہ کی فجر کی نماز سے لے کر تیرھویں تاریخ کی نماز عصر تک یہ کل تیئیس ۲۳ نمازیں ہوتیں۔ ان میں سے ہر نماز کے بعد جبکہ جماعت کے ساتھ ادا کی جائے فوراً سلام تہلیل کے بعد اور فرضوں کی دعا سے پہلے ایک بار بلند آواز سے یہ تکبیر پڑھنا واجب ہے۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ ۵ اکیلا نماز پڑھنے والا اور عورت بھی اپنی فرضی نمازوں کے بعد ان دنوں میں یہ تکبیر پڑھ لیا کریں تو بہتر ہے کیونکہ صاحبین کے نزدیک ہر فرض نماز ادا کرنے والے پر تکبیر پڑھنا واجب ہے۔ مگر عورتیں آہستہ آواز سے پڑھیں۔

عید مسئلہ: عید کے دن یہ چیزیں سنت ہیں۔ غسل کرنا، مسواک کرنا، خوشبو لگانا، اچھے کپڑے پہننا، نمازِ عید ادا کرنے سے پہلے کوئی چیز نہ کھانا، جس شخص نے اس دن قربانی کا جانور ذبح کرنا ہو وہ سب سے پہلے قربانی کا گوشت کھائے۔

لِاَنَّ النَّاسَ فِیْ ھٰذَا الْیَوْمِ فِیْ ضِیَافَۃِ اللّٰہِ تَعَالٰی فَالْاَکْلُ مِنْ مَّائِدَۃِ الضِّیَافَۃِ اَوْلٰی۔ یہ دن اللہ تعالیٰ کی ضیافت کا ہے۔ لہٰذا ضیافت کے دسترخوان سے ہی کھانا چاہیئے۔

عیدگاہ جاتے وقت راستہ میں بلند آواز سے یہ تکبیر پڑھتے جانا چاہیئے:۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ ۵

مسئلہ: نمازِ عید کے بعد خطبہ کا سننا واجب ہے، خطبہ کے دَوران بات چیت کرنا حرام ہے۔

عیدالاضحیٰ کی نماز کا طریقہ

نیّت: نیّت کی میں نے دو رکعت نماز واجب عیدالاضحیٰ کی۔ ساتھ چھ زائد تکبیروں کے پیچھے اس امام کے منہ طرف قبلے شریف کے۔

جب امام اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر ہاتھ باندھ لے اور سُبْحٰنَکَ اللّٰھُمَّ ۔۔۔۔ غَیْرُکَ تک پڑھے۔ پھر امام کے ساتھ تین تکبیریں مندرجہ ذیل طریقہ سے کہے:۔

نوٹ: یہ علامت ↑ تکبیر کے دَوران میں ہاتھوں کی حالت ظاہر کرتی ہے۔

پہلی رکعت میں پہلی تکبیر پر اللہ اکبر کہتے ہوتے ہاتھ ↑↑ کانوں تک اٹھا کر ↓↓ نیچے چھوڑ دیں۔

دوسری تکبیر پر اللہ اکبر کہتے ہوئے ہاتھ ↑↑ کانوں تک اٹھا کر ↓↓ نیچے چھوڑ دیں۔

تیسری تکبیر پر اللہ اکبر کہتے ہوئے ہاتھ ↑↑ کانوں تک اٹھا کر ملے باندھ لیں۔

اس پہلی رکعت میں ہاتھوں کی نقل و حرکت ان اوپر والے تیروں کے مطابق کریں۔ باقی حصّہ اس پہلی رکعت کا عام نمازوں کی طرح پڑھا جائے گا۔

دوسری رکعت میں امام کے ساتھ مل کر رکوع سے پہلے تین تکبیریں عید کی نماز کی اور چوتھی تکبیر رکوع کی اس طرح کریں:۔

پہلی تکبیر میں اللہ اکبر کہتے ہوئے ہاتھ ↑↑ کانوں تک اٹھا کر ↓↓ نیچے چھوڑ دیں۔

دوسری تکبیر پر اللہ اکبر کہتے ہوئے ہاتھ ↑↑ کانوں تک اٹھا کر ↓↓ نیچے چھوڑ دیں۔

تیسری تکبیر پر اللہ اکبر کہتے ہوئے ہاتھ ↑↑ کانوں تک اٹھا کر ↓↓ نیچے چھوڑ دیں۔

چوتھی تکبیر میں اللہ اکبر کہتے ہوئے ہاتھ اوپر نہ اٹھائیں بلکہ رکوع کے لئے جھک کر گھٹنوں کو پکڑ لیں اس دوسری رکعت میں ہاتھوں کی نقل و حرکت ان اوپر والے تیروں کے مطابق کریں۔

باقی حصّہ نماز کا عام نمازوں کی طرح ادا ہو گا۔ نماز ختم ہونے کے بعد جس وقت امام کھڑا ہو کر خطبہ پڑھے اس وقت تمام لوگ خاموش بیٹھ کر سنیں۔ عید پڑھنے کے لئے جس راستے سے جائیں اُس کے سوائے دوسرے راستے سے واپس آنا بہتر ہے۔

حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب کا واہ کینٹ

میں

درس قرآن

مرتبہ محمد عثمان غنی بی۔اے

منعقدہ ۲۵ ستمبر ۱۹۶۶ء

(گذشتہ سے پیوستہ)

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں اپنے مکاتیب رشیدیہ میں۔ ارشاد فرمایا۔ (یہ الفاظ میں حضرت گنگوہی کے نقل کر رہا ہوں۔ اب بھی موجود ہیں) "بخدا (مجھے خدا کی قسم ہے) امراء سے دل گھبراتا ہے۔ (جب امیروں سے میں ملتا ہوں تو میرا دل گھبراتا ہے) کیونکہ دولت عموماً میرے دوستو! غلط راستے سے آتی ہے۔ دولت صحیح رستے سے آئے تو پھر تو بہتر ہے۔ مگر جب ہم دولت کماتے ہیں تو کچھ اس میں گڑ بڑ کر جاتے ہیں اور ذرا بھی غبار اللہ کے ولی کے دل پر پڑ جاتے، ہم نہیں جانتے اس بات کو، حقیقت یہ ہے (اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو سمجھ نصیب فرمائے) کسی ایسے غلط آدمی کے ہاتھ میں ہاتھ دے دیں، آپ کو نماز کا مزا نہیں آئے گا۔ بیماری اندر چلی جائے گی اور اگر کھانا کھا لیں، چائے پی لیں، پھر دیکھیں کیا رنگ نکلتا ہے — اور اللہ کے کسی نیک ولی کے ہاں سے سوکھے ٹکڑے کھا لیں، خشک روٹی کھا لیں دیکھئے تمہارے اندر ایمان کی قوت پیدا ہوگی، نورحق پیدا ہوگا (اللہ تعالےٰ سب کو رزق حلال نصیب فرمائے)

قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیشہ پہلو تہی کی شمس الدین التمش کی ملاقات سے، بلکہ بعض تذکروں میں میں نے پڑھا کہ آپؒ نے اپنی جھونپڑی کے دو دروازہ بنا دیئے تھے۔ کسی نے پوچھا کہ جی دو کیوں بنائے؟ فرمایا۔ کہ اگر التمش ایک دروازے سے آ گئے کہیں اچانک، تو میں دوسرے دروازے سے نکل جاؤں گا، میں ملاقات نہیں کرتا التمش کے ساتھ، دعا کرتا ہوں مسلمان بادشاہ ہے، اللہ اس کو اور بھی عظمت نصیب فرمائے۔ اللہ اس کی حکومت میں برکت فرمائے، لیکن ملنے سے کیا فائدہ" —

لیکن وہی شمس الدین التمش حضرت بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے نورانی انوار سے اتنا متاثر تھا (میرے بزرگو اور میرے دوستو! اللہ ہم سب کو سمجھ نصیب فرمائے) آج ہمارے معاشرے کی بدی کی بہت سی وجوہ ہیں۔ ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ ہم میں جو لوگ پابندِ صوم و صلوٰۃ بھی ہیں، تہجد خواں ہیں، اللہ کے ذاکر اور شاغل ہیں اور مراقبے وغیرہ کرتے ہیں وہ بھی امت کی نیکی کے لئے دعا نہیں کرتے — الا ماشاء اللہ — ہم اپنے لئے ہی کرتے رہتے ہیں، نماز پڑھنے کے بعد ہم نے کبھی دعا نہیں کی۔ کہ اللہ سب بے نمازوں کو نمازی کر دے۔ اللہ ہمارے ان بھائیوں کو جو اعمال بد میں ملوث ہیں۔ ان کو نیک کر دے۔ اللہ! جو شراب پیتے ہیں وہ شراب چھوڑ دیں۔ کبھی کسی نے دعا کی ہے؟ کوئی نہیں کرتا۔ ہم ذکر وغیرہ کے بعد اپنے لئے دعا کرتے ہیں۔ اچھا ہے اپنے لئے بھی دعا ہو۔ لیکن امت کے لئے بھی دعا کی جائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہے۔ پڑھیں قرآن اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۙ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِیْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۙ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۝ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہے۔ حضرت شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ موضح القرآن میں اس کی تفسیر فرماتے ہیں اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ۔ اے میرے حبیبؐ! جب اللہ کی امداد آئے گی وَالْفَتْحُ مکہ فتح ہو جائے گا۔ وَرَاَيْتَ النَّاسَ اور تو دیکھے گا لوگوں کو، يَدْخُلُوْنَ فِیْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا۔ اللہ کے دین میں گروہ در گروہ شامل ہوں گے، تجھے پتھر مارنے والے، تجھے مکے سے نکالنے والے دین میں شامل ہو جائیں گے، وہ ابوسفیان جو تیرے خلاف سکیمیں سوچتا تھا کانپتا ہوا تیرے قدموں میں گرے گا۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تو پھر آپؐ کیا کریں؟ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ پھر دیکھنا کہیں اور خیال نہ آ جائے میرے حبیب فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ میری تسبیح پر زور زیادہ دیں۔ سبحان اللہ، سبحان اللہ، سبحان اللہ وبحمدک، میری حمد و ثنا کریں — الحمد للہ۔ الحمد للہ، الحمد للہ۔ محمد بن عبداللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو وہ عروج بخشا۔ اس وقت امام الانبیاءؐ بنایا۔ سارے نبیوں کو شبِ معراج میں اقتدا میں کھڑا کر کے امام الانبیاءؐ بنا دیا اور ادھر وہ عروج بخشا کہ جو آپؐ کو پتھر مارتے تھے وہ قدموں میں گر رہے ہیں۔ اس لیے کیا کرنا؟ سبحان اللہ پڑھنا، والحمد للہ پڑھنا۔ اور وَاسْتَغْفِرْهُ خدا سے بخشش مانگنا۔ کس کے لئے؟ اپنے لیے؟ نبی تو گناہوں سے معصوم ہے۔ یعنی ان لوگوں کے لئے جنہوں نے تجھے پتھر مارے جنہوں نے مکے سے نکالا۔ آج تیرے قدموں میں گر گئے۔ ان کی غلطیوں کے لئے مجھ سے مغفرت مانگنا، اللہ ان کو بخش دے، بخشنے والا تو اللہ تعالےٰ ہے۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب منور کو بھی مائل کیا۔ کہ میرے حبیبؐ! شاید آپؐ کے دل پر اثر پہنچا ہو۔ مگر وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ؕ آپؐ تو ساری کائنات کے لیے رحمت ہیں۔ اس لئے میں یہ کہتا ہوں (سبحان اللہ) خداوند تعالےٰ بخشش کو پسند کرتے ہیں۔ ہم ذرا قدم اٹھائیں ہمیں معاف کرنے کے لئے تیار ہیں۔ ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کیوں حکم دیں۔ حکم دیا۔ وَاسْتَغْفِرْهُ ؕ ان کے لئے تجھ سے معافی مانگیں اور پانچویں پارے کی سورۂ نساء رکوع ۹ میں آتا ہے وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ؕ میرے حبیبؐ! جب یہ اپنے آپ پر ظلم کریں اور پھر اللہ کے حضور پہنچیں، تیرے پاس آئیں اور اللہ سے اپنے گناہوں کی معافیاں مانگیں۔ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ اور یہ میرا رسولؐ بھی ان کے لئے میرے ہاں درخواست کرے لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا۔ اللہ کو یقیناً توبہ قبول کرنیوالا اور مہربان پائینگے۔ اس لئے امام الانبیاء صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں مَنْ حَجَّ وَلَمْ يَزُرْنِیْ فَقَدْ جَفَانِیْ۔ جو حج کرے اور میری زیارت کو نہ آئے تو مجھ پر بڑا ظلم کیا کہ مجھے مقام شفاعت سے روک رہا ہے۔ حالانکہ میں تو شفیع ہوں۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ حدیثوں میں بھی آتا ہے کہ جب مدینہ منورہ جانے کی سعادت نصیب ہو (اللہ مجھے بھی اور آپ کو بھی نصیب فرمائے) تو وہاں جا کر

(باقی صفحہ)

مولانا غلام حسین صاحب

فلسفہ عید قربان

قربانی کی ابتدا

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ ابْنَيْ آدَمَ بِالْحَقِّ إِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ أَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْآخَرِ قَالَ لَأَقْتُلَنَّكَ قَالَ إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ ۝

(پ ۶ سورہ مائدہ آیت ۲۷)

ترجمہ! تو اہل کتاب کو آدم کے دو بیٹوں کا قصہ صحیح طور پر پڑھ کر سنا دے جب ان دونوں نے قربانی کی ان میں سے ایک کی قربانی قبول ہوگئی اور دوسرے کی نہ ہوئی اس نے کہا میں تجھے مار ڈالوں گا اس نے جواب دیا اللہ پرہیزگاروں سے ہی قبول کرتا ہے

قربانی کا عمل کوئی مال کا عمل نہیں ہے بلکہ صدیوں سے چلا آتا ہے۔ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ جب سے نسل انسانی کا دنیا میں ظہور ہوا ہے۔ اسی وقت سے یہ مبارک رسم چلی آرہی ہے۔ آدم علیہ السلام دستور کے مطابق جو لڑکی ہابیل کے نکاح میں دینا چاہتے تھے قابیل اس کا طلبگار ہوا آخر حضرت آدمؑ نے فیصلہ کیا کہ وہ خدا کے لئے قربانی کریں جس کی قربانی قبول ہو جائے گی لڑکی اس کو دے دی جائے گی۔ چنانچہ آتش آسمانی ظاہر ہوئی اور ہابیل کی نیاز کو کھا گئی۔ اس وقت یہی علامت قبولیت عنداللہ کی سمجھی جاتی تھی۔ قابیل یہ دیکھ کر حسد میں جلنے لگا۔ ہابیل نے کہا اس میں میرا کیا قصور، خدا کے ہاں زبردستی نہیں ہے وہاں قبولیت کا ذریعہ صرف تقویٰ ہے۔

ابراہیمی قربانی

رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصَّالِحِينَ ۝ فَبَشَّرْنَاهُ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ ۝ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يَا بُنَيَّ إِنِّي أَرَىٰ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرَىٰ ۚ قَالَ يَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ۖ سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِينَ ۝ فَلَمَّا أَسْلَمَا وَتَلَّهُ لِلْجَبِينِ ۝ وَنَادَيْنَاهُ أَنْ يَا إِبْرَاهِيمُ ۝ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا ۚ إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ۝ إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ الْبَلَاءُ الْمُبِينُ ۝ وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ ۝ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ ۝ سَلَامٌ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ ۝ كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ۝

(پ ۲۳ سورہ والصّٰفّٰت آیت ۱۱۱)

ترجمہ! اے میرے رب مجھے ایک صالح لڑکا عطا کر پس ہم نے اُسے ایک لڑکے حلم والے کی خوشخبری دی پھر جب وہ اس کے ہمراہ چلنے پھرنے لگا کہا اے بیٹا بے شک میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں پس دیکھ تیری کیا رائے ہے اس نے کہا اے ابّا! جو حکم آپ کو ہوا ہے کر دیجئے آپ مجھے انشاء اللہ صبر کرنے والوں میں پائیں گے پس جب دونوں نے تسلیم کر لیا اور اس نے اُسے پیشانی کے بل ڈال دیا اور ہم نے اُسے پکارا کہ اے ابراہیم! تونے خواب سچا کر دکھایا بے شک ہم اسی طرح نیکوکاروں کو بدلہ دیا کرتے ہیں۔ البتہ یہ صریح آزمائش ہے اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ اس کے عوض دیا اور ہم نے پیچھے آنے والوں میں یہ بات ان کے لئے رہنے دی ابراہیمؑ پر سلام ہو اسی طرح ہم نیکوکاروں کو بدلہ دیا کرتے ہیں۔

اللہ تعالےٰ نے ابراہیمؑ کو کئی باتوں میں آزمایا ان ساری آزمائشوں میں آپ کامیاب ہوگئے اور امامت و پیشوائی کا عہدہ ملا۔ ان میں سے ایک آزمائش یہ بھی تھی کہ آپ کو اپنے اکلوتے بیٹے کو قربان کرنے کا حکم ہوا آپ ہمہ تن آمادہ ہوگئے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواب میں دیکھا کہ میں اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کر رہا ہوں انبیاء علیہم السلام کے خواب بھی الہام الٰہی ہوتے ہیں۔ اسی لئے خواب کو حکم الٰہی سمجھ کر بیٹے سے استصواب فرمایا بیٹے نے عرض کیا آپ اللہ تعالےٰ کے حکم سے تعمیل کیجئے خدا کے فضل سے آپ مجھے صابر پائیں گے اپنے ہاتھ سے اپنی اولاد کو ذبح کرنا مشکل ہے مگر حکم خداوندی تھا اس لئے آپ نے بیٹے کی محبت کو پس پشت ڈال دیا اور حکم خداوندی کے آگے سر جھکا دیا اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کو لے کر منیٰ کے منحر میں آگئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے رسیوں سے بیٹے کے ہاتھ پاؤں باندھے اور چھری تیز کی بیٹا خوش تھا کہ میں خدا کی راہ میں قربان ہو رہا ہوں ادھر باپ خوش کہ میں اپنے بیٹے کی قربانی پیش کر رہا ہوں چنانچہ حکم خداوندی کی تعمیل میں اپنے بیٹے کی گردن پر چھری رکھ دی اور جب چلانے کی کوشش کی تو چھری کند ہوگئی اور اللہ تعالےٰ کی طرف سے آواز آئی "اے ابراہیم! آپ نے اپنا خواب سچا کر دکھایا ہم نیکوکاروں کو اسی طرح جزا دیا کرتے ہیں"۔ اللہ تعالےٰ نے اس کے عوض جنت سے ایک مینڈھا بھیجا اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بدلے اس کی قربانی دی گئی چنانچہ اسی دن سے گائے بکری اور مینڈھے وغیرہ قربانی کے لئے فدیہ مقرر کر دیئے گئے۔

اصل میں قربانی کی حقیقت تو یہ تھی کہ عاشق خود اپنی جان حق تعالےٰ کے حضور میں پیش کرتا لیکن اللہ کی رحمت دیکھئے کہ ان کو یہ گوارا نہ ہوا اس لئے حکم دے دیا۔ کہ تم جانور کو ذبح کرو۔ ہم یہی سمجھ لیں گے کہ تم نے اپنے آپ کو قربان کر دیا اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ذبیحہ کا اصل مقصد جان کا پیش کرنا ہے اس سے جانثاری کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور یہی اس کی روح ہے اور یہ روح صدقہ سے حاصل نہیں ہوسکتی کیونکہ قربانی کی روح تو جان دینا ہے اور صدقہ کی روح مال دینا ہے صدقہ دینے سے قربانی کا مقصد پورا نہیں ہوتا

ابراہیمیؑ قربانی کے نتائج

ماخوذ از رسالہ فلسفہ عید قربان شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔

(۱) جب حصول رضاء الٰہی کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام بیٹا ذبح کرنے کو تیار ہوگئے تو اپنی جان قربان کرنے میں انہیں بطریق اولیٰ کوئی دریغ نہ تھا

(۲) جب جان اور اولاد قربان کرنے کے لئے تیار تھے تو مال قربان کر کے خدا کو راضی کرنے میں انہیں کیا عذر ہوگا۔

(۳) جب ان کے ہاں جان اولاد اور مال رضاء الٰہی کے مقابلہ میں کوئی چیز نہ

تھا تو جب وطن محبت الٰہی کا کب مقابلہ کر سکتی ہے۔

(۴) جب اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے میں جان اور اولاد کی پرواہ نہیں کرتے تو اعزہ واقربا کے تعلقات انہیں دروازہ الٰہی سے کب ہٹا سکتے تھے۔

(۵) جب جان ۔ اولاد اور اعزہ واقربا اس دُرِیتیم (رضا الٰہی) پر ان کے قربان ہوچکے ہیں تو جب بقیہ احباب دنیا انہیں کب یاد الٰہی سے غافل کر سکتی تھی۔

(۶) جب رضائے الٰہی انہیں جان اور اولاد سے زیادہ عزیز تھی ۔ تو کوئی تجارت وزراعت یا صنعت وحرفت ان کا دل کب لبھا سکتی تھی۔

اگر آج بھی مسلمان بھولے ہوئے سبق وحدت کو پھر یاد کرلیں اور حصول رضاء الٰہی کی خاطر ہر قربانی کے لئے آمادہ ہوجائیں تو مالک الملک ذوالجلال والاکرام ان کی پشت پناہی کے لئے ہر میدان میں اترنے پر...... تیار ہے۔ ان کی ذلت کو عزت اور پستی کو سرفرازی سے بدلنے کے لئے حاضر ہے

قربانی کا راز تقرب الی اللہ ہے جس میں اول فنا ہے پھر بقا ہے

قربانی میں اول مجاہدہ ہے ۔ پھر مشاہدہ کسی بادشاہ سے ملنا ہو تو پہلے مجاہدہ ۔ چلنے کی مشقت ۔ سفارش کی مشقت ۔ بادشاہ کی ملاقات کے قابل کسی ہنر حاصل کرنے کی مشقت پھر مشاہدہ ہوتا ہے خواہ بلا حجاب ہو خواہ من وراء حجاب پھر بادشاہ کی طرف سے عطا جان سے بڑھ کر انسان کے پاس ہے ہی کیا جو اللہ تعالےٰ کے دربار میں بطور نذرانہ پیش کرسکے شرعاً بھی جان کو سب سے عزیز مانا گیا ہے اور جان والے کو بھی اس میں تصرف کرنے سے روکا گیا ہے لَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ کا حکم دیا گیا ہے جان دینی بہت دشوار ہے مشاہدہ حق جیسی دولت کا مقتضیٰ تو یہ تھا کہ اس کے نذرانہ میں ہم جان پیش کرتے مگر اللہ تعالےٰ نے اس میں سہولت کردی کہ بڑی چیز کے بدلے چھوٹی چیز قبول کرلی ۔ نفس انسانی کا بدلہ نفس ہی ہوسکتا ہے ۔ لہذا ذبح حیوان ہی اس کا بدلہ ہوا اور ثواب اپنی جان دینے کا ۔ کامل تقویٰ یہ ہے کہ اسلام پر موت ہو جائے اسلام کے معنی سپرد کردینا وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ اس شخص سے اچھا دین کس کا ہے جو اپنے آپ کو خدا کے سپرد کردے ۔ اخلاص نیت کے ساتھ

کامل تقویٰ یہ ہے کہ اپنی جان اللہ کے سپرد کردے کہ وہ جس طرح چاہیں اس میں تصرف کریں

قربانی میں ہماری جان کے بدلے جانور کی جان مانگی گئی ہے

قربانی میں حق تعالےٰ نے ہماری جان کے بدلے میں جانور کی جان مانگی ہے ۔ اور اس کو ہماری جان کا بدلہ قرار دیا ہے اور اس میں ثواب ہوتا ہے جو اپنی جان نذر کرنے میں ہوتا ہے پس اپنی جان دینے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ اگر اپنی جان خوشی سے بھی دینا چاہے تو ممانعت ہے اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے لَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ۝ اگر کہو کہ مقابلہ میں تو جان دینے کا حکم ہے تو یہ بھی غلط ہے بلکہ وہاں تو دوسروں کی جان لینے کا حکم ہے البتہ اس میں اس قدر ثبات کا حکم ہے کہ اگر مخالف تمہاری جان بھی لے لیں تو بھاگو مت ۔ غرض مقابلہ میں قتل کرنے کا حکم ہے قتل ہونے کا حکم نہیں ۔ اور نہ ہی یہ مقصود ہے اس لئے جہاں اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کے مقتول ہونے کا ذکر فرمایا ہے ۔ وہاں پہلے يَقْتُلُوْنَ فرمایا ہے اور بعد میں يُقْتَلُوْنَ فرمایا ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ اصل مقصود قاتل بننا ہے تبعاً کبھی مقتول ہونے کی نوبت بھی آجاتی ہے ۔ پس جان دینی کہیں بھی مقصود نہیں ہے اگر کوئی خوشی سے بھی دینا چاہے تو منع کیا جائے گا اس میں راز یہ ہے کہ یہ جان ہماری ملک نہیں ہے بلکہ اللہ تعالےٰ کی ہے اس میں ہم کو از خود تصرف کرنے کا کوئی حق نہیں ہے ۔ اس بنا پر چاہئیے تھا کہ نفس کی اضافت ہماری طرف نہ ہوتی مگر حق تعالےٰ نے اس کو اپنی طرف منسوب نہیں کیا کیونکہ اس صورت میں تم مچل جاتے اور کہتے کہ واہ جان تو ہماری ہے اس لئے فرمایا جان تو تمہاری ہی ہے ۔ مگر اپنی جان کو قتل نہ کرو اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا اللہ تعالےٰ کو تم پر رحم آتا ہے تم اپنی جان کو ہلاکت میں نہ ڈالو حق تعالےٰ نے انسان کے ساتھ اکثر اس کے فہم کے مطابق ہی کلام فرمایا ہے ۔ یہاں بھی اسی کے موافق اَنْفُسَكُمْ فرما دیا ہے یہ کلام خود اس قابل ہے کہ اس پر جان دے دی جائے گو اس میں جان دینے کی ممانعت ہے مگر جان نکلنے اور جان دینے میں بڑا فرق ہے اس جذبہ کی حقیقت عشاق ہی سمجھ سکتے ہیں عام انسان کے دماغ کی وہاں تک رسائی نہیں ہوسکتی ۔

رضائے حق بغیر محبوبات کی قربانی کے حاصل نہیں ہوسکتی

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ۝

ترجمہ ۔ ہرگز نیکی میں کمال حاصل نہ کرسکوگے یہاں تک کہ اپنی پیاری چیزوں سے کچھ خرچ کروگے بے شک اللہ تعالےٰ اسے جاننے والا ہے

خیر کامل اور رضائے حق حاصل نہیں ہوسکتی جب تک اپنی محبوبات کو اس کے رستہ میں قربان نہ کرو وہ محبوبات کیا ہیں جان و مال اولاد وغیرہ ہیں ۔ ان میں سے ہر چیز کو لٹانا پڑے گا تب کہیں بندگی کا اظہار ہوگا اگر جان دینے کا حکم ہو تو جان نثار کرنے میں دریغ نہ کرو مال خرچ کرنے کا حکم ہو تو مال خرچ کردو عزت کی ضرورت ہو تو وہ بھی قربان کردو ۔ حب جاہ طلبی اور بہیمی خواہشات کا ترک کردینا بھی اللہ کی راہ میں صرف کرنا ہے ۔ غصہ کی حالت میں مخالف سے انتقام لینا بھی بڑی مرغوب چیز ہے اس لئے اس پر بھی اللہ کی رضا کے لئے قابو پالینا عشق کی پختگی کی علامت ہے غرض عشق اپنی محبت کا ثبوت نہیں دے سکتا جب تک اپنی محبوب و عزیز ترین چیز اللہ کے رستے میں خرچ نہ کرے اللہ تعالےٰ کو معلوم ہے کہ کیسی چیز اس کے رستے میں خرچ کرتے ہو کہاں اور کس نیت سے خرچ کرتے ہو جتنی محبوب اور پیاری چیز جس طرح کے مصرف میں اور جس قدر اخلاص اور حسن نیت سے خرچ کروگے اسی کے موافق اللہ تعالےٰ کے پاس سے بدلہ کی امید رکھو ۔

مال ایسی چیز ہے کہ فنا ہو کر ہی نفع پہنچاتا ہے اگر کسی کے پاس ایک کروڑ روپیہ ہو تو وہ بیکار ہے اس سے کوئی نفع حاصل نہیں ہوسکتا جب تک اس کو خرچ نہ کیا جائے تو جب دنیوی منافع اس کو خرچ کئے بغیر حاصل نہیں ہوسکتا تو رضائے مولا جو اعلیٰ ترین نفع ہے اپنی محبوبات قربان کئے بغیر کیسے حاصل ہوسکتی ہے بر یعنی نیکی اور

اجزائے کامل اور ابرار کا مرتبہ اس وقت ہی ملے گا کہ جب تم اپنی پسند چیزیں اس کی راہ میں صرف کروگے۔جب یہ آیت نازل ہوئی تو ابوطلحہؓ صحابیؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ یا حضرت میرے پاس مرغوب مال صرف ایک باغ ہے آپ اس کو خدا کی راہ میں جس طرح مناسب سمجھیں خرچ کردیں۔صحابہ کرامؓ نے اپنی مرغوبات کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرکے دین اور دنیا میں وہ کامیابی حاصل کی جن کو دنیا کی تاریخ آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے درس عبرت کے لئے پیش کرتی رہے گی۔

قربانی کی صورت اور اس کی حقیقت

لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ (پ۱۷ سورہ حج آیت ۳۷)

ترجمہ: اللہ کو نہ ان کا گوشت اور نہ ان کا خون پہنچتا ہے البتہ تمہاری پرہیزگاری اس کے ہاں پہنچتی ہے کائنات کا ذرہ ذرہ دو چیزوں سے مرکب ہے ایک روح دوسرا جسم یعنی ہر چیز کی ایک صورت ہے۔اور ایک اس کی حقیقت۔ایک اس کا ظاہر اور دوسرا اس کا باطن۔ہر بدن میں اللہ تعالیٰ نے اس کے مناسب ہی روح ڈالی ہے۔جب تک روح اور بدن نہ ملے ہیں اس وقت تک کوئی چیز باقی نہیں رہ سکتی بدن کی بقا موقوف ہے روح پر اور روح کی بقا بدن پر اگر بدن تباہ ہوجائے تو اس میں سکت باقی نہیں رہ سکتی اور روح پرواز کرجاتی ہے بدن روح کے قرار و قیام کا ذریعہ ہے۔انسان میں روح ہے تو وہ انسان ہے۔ورنہ لاشہ ہے جو بیکار ہے۔اسی طرح اعمال شرعیہ کی بھی ایک صورت ہے اور ایک حقیقت یعنی روح۔بغیر صورت کے روح کا باقی رہنا ناممکن ہے کسی چیز کی روح حاصل کرنے کے لئے اس کی صورت کا اختیار کرنا ضروری ہے۔مثلاً نماز کو لیجئے اس کی صورت نیت باندھ کر کھڑا ہونا اور رکوع و سجود کرنا ہے اور اس کی روح اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا اور اپنی عبدیت کا اظہار ہے اگر آپ نماز کی ہیئت اختیار نہ کریں تو بندگی کا یہ خاص مقصد کبھی حاصل نہ ہوگا

اسی طرح قربانی کی بھی ایک صورت ہے اور ایک روح۔صورت تو جانور کا ذبح کرنا ہے اور اس کی حقیقت یا روح ایثار نفس کا جذبہ پیدا کرنا اور تقرب الی اللہ ہے اور یہ روح بغیر جانور کے ذبح کئے کیسے حاصل ہوسکتی ہے اعمال کی اس روح کا نام تقویٰ ہے اور یہ روح وہ جذبات صادقہ ہیں جو قربانی کراتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ہاں انہی کی قدر ہے جانور کو ذبح کرنے اس کے خون گرانے اور گوشت کھانے اور کھلانے سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل نہیں ہوسکتی نہ یہ گوشت اور پوست اس کی بارگاہ میں پہنچتا ہے۔پہنچتے ہیں اس کے پاس آپ کے جذبات جن کے ماتحت جانور کو ذبح کررہے ہو۔اور اس قربانی کے ذریعہ ظاہر کردیتے ہو کہ ہم خود بھی اسی طرح تیری راہ میں قربان ہونے کے لئے تیار ہیں اور یہی ہے تقویٰ جس کے ذریعہ ایک عاشق اپنے محبوب حقیقی کی خوشنودی حاصل کرسکتا ہے

صرف جانور ذبح کرنے سے کام نہیں چلتا قربانی کرتے وقت جذبات ابراہیمی کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور رنگوں کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں اور تمہارے اعمال کو دیکھتا ہے

اگر کوئی یہ کہے کہ قربانی سے مقصود تقویٰ ہے تو پھر قربانی کی کیا ضرورت ہے تقویٰ اختیار کرلو تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ سارے اسلام کو چھوڑ کر بس تقویٰ ہی اختیار کرلو یہ بالکل غلط ہے اس لئے کہ جس طرح ہر چیز کی روح جدا ہے اسی طرح ہر عبادت کا تقویٰ بھی جداگانہ ہے۔جو تقویٰ قربانی کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے وہ کسی دوسری عبادت سے حاصل نہیں ہوسکتا۔صدقہ صدقہ ہی رہے گا خواہ کتنی بڑی مقدار میں کریں۔وہ قربانی کے قائم مقام نہیں ہوسکتا۔اللہ تعالیٰ کا کوئی حکم حکمت سے خالی نہیں خواہ وہ حکمت ہماری سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قربانی کے ہر بال پر نیکی ملے گی تو یہ اجر و ثواب قربانی کی قیمت صدقہ کرنے پر کیسا مرتب ہوگا قربانی کی یعنی ایثار نفس کا جذبہ پیدا کرنے اور تقرب الی اللہ حاصل کرنے کے لئے قربانی کی صورت اختیار کرنا ضروری ہے

امتحان گاہ محبت

محبت کی دنیا میں عقل کے فیصلے معتبر نہیں ہوتے یہاں دل کی حکمرانی ہوتی ہے دل کے مفتی نے اقلیم محبت میں کبھی غلط فتویٰ نہیں دیا یہ ہمیشہ صحیح رہنمائی کرتا ہے عقل والہانہ انداز سے اطاعت کے لئے کبھی نہیں دوڑ سکتی اس کی خواہش تو یہی ہوتی ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے اور اسے پوجا جائے۔محبت کا اضطراب ایک نعمت ہے عقل سے سکون حاصل نہیں ہوسکتا عقل تو خود مضطرب ہے۔عقل جتنی بڑھتی جاتی ہے۔اضطراب میں اضافہ ہوتا جاتا ہے اور محبت جب معراج کمال حاصل کرلیتی ہے تو تسکین روح کا سامان بن جاتی ہے محبت بے سروساماں ہونے کے باوجود بھی مطمئن ہوتی ہے اور عقل سازوسامان کی فراوانی کے باوجود سکون کی دولت سے محروم رہتی ہے۔

محبت کی فطرت میں یہ ہے کہ وہ محبوب کی بارگاہ میں سب کچھ نثار کردینا چاہتی ہے ایثار و قربانی کا ظہور ہی اس وقت..... ہوتا ہے جب محبت کو عروج نصیب ہوتا ہے۔قربانی مال کی ہو یا جان کی محبت کے بغیر نہیں دی جاسکتی محبت جس قدر اعلیٰ اور ارفع ہوگی اسی اعتبار سے قربانی دے گی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان محبت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہونے کے بعد اپنی بڑی سے بڑی قربانی کو بھی بے حقیقت سمجھنے لگتا ہے یہ مقام اس وقت حاصل ہوتا ہے جب محبت صدیق بنتی ہے۔صحابہؓ کرام کی رگوں میں محبت موجزن نہ ہوتی تو دنیا کو وہ حیرت انگیز مظاہر دیکھنے کیسے نصیب ہوتے جن کی یاد دلوں میں ایک نئی زندگی پیدا کردیتی ہے۔ان کو حضورؐ کی ذات سے یہ عشق نہ ہوتا تو وہ دل و جان سے کبھی آپ پر فریفتہ نہ ہوتے عقل کسی سے تعلق قائم رکھنے میں ذرا سا خسارہ بھی دیکھ لے تو دامن کھینچ لیتی ہے لیکن محبت کی یہ فطرت نہیں ہوتی وہ سود و زیاں سے بے نیاز ہوتی ہے محبت کی دنیا کے انداز ہی نرالے ہوتے ہوتے ہیں عقل کی ایک دلیل کو دوسری دلیل سے توڑا جاسکتا ہے۔لیکن محبت کی مستی اور سرشاری سے مغلوب ہوکر جو وضع قائم کرلی جائے وہ ہزار دلیل سے بھی نہیں توڑی جاسکتی دل جب محبت کے سمندر میں غوطہ لگاتا ہے تو اس کے پیش نظر آسانیاں نہیں ہوتیں مصائب و ابتلاء کے طوفان محبت

کی آتش شوق کو اور ہوا دیتے ہیں۔ اور جذبات کو ابھارتے ہیں۔

محبت ایک خالص روحانی کیفیت ہے اس لئے وہ مادی رکاوٹوں کو برداشت نہیں کرتی۔ راستہ خواہ کیسا ہی کٹھن ہو محبت ہمت نہیں ہارتی۔ جذبۂ فدائیت ایک فطری چیز ہے۔ محبت کا فیضان ہے۔ محبت کے بغیر اُسے کیسا سمجھا اور سمجھایا جا سکتا ہے شمع کے سامنے جل کر خاک ہو جانا پروانے کے عشق کی معراج ہے مسلسل تڑپنے اور رقص کرنے اور جان دینے میں اس کو جو مزہ آتا ہے انسانی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ کے ذریعے اس کو دوسروں کے ذہن نشین نہیں کیا جاسکتا اور نہ اس کی کیفیت سمجھ میں آسکتی ہے۔ محبت کی حقیقت سے آگاہی تو اس میں مبتلا ہونے کے بعد ہوتی ہے محبت کی لذتیں کیفیتیں تو ان خاصان بارگاہ کو نصیب ہوتی ہیں جنہیں قدرت نے عشق کی دولت سے نوازا ہوتا ہے۔ عشق نہ ہو تو ایثار مشکل ہو جاتا ہے عشق ہو تو جان دینا بھی آسان ہو جاتا ہے جب تک سب کچھ نثار نہ کر لیا جائے چین نہیں آتا۔ عشق خواہ صدق خلیلؑ کی صورت میں ہو یا صبر حسینؓ کی صورت میں تمام نقصانات کو برضا و رغبت برداشت کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے نہ آتش نمرود اس کی حرارت چھین سکتی ہے اور نہ ہی یزید کی شقاوت اس کے عزم کو متزلزل کر سکتی ہے۔ سہولتیں دونوں جگہ میسر ہو سکتی تھیں امتحان خلیلؑ کے وقت بھی اور امتحان حسین کے وقت بھی لیکن عشق نے کسی سہولت کو قبول نہ کیا۔ عشق جب امتحان گاہ محبت سے کامیاب ہو کر نکلتا ہے تو کونین کی عظمتیں اس کی بارگاہ میں جھک جاتی ہیں

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حق تعالے نے خواب کے ذریعے حکم دیا کہ اپنے اکلوتے بیٹے حضرت اسماعیلؑ کی قربانی پیش کریں اب ذرا غور کریں کہ باپ کو بیٹے کی قربانی کا حکم ہو رہا ہے۔ بیٹا بھی کیسا ناخلف بیٹا نہیں بنی معصوم اکلوتا بیٹا اور بڑھاپے کا سہارا جو بڑی التجاؤں کے بعد پیدا ہوا تھا ایسے بیٹے کو قربان کرنا بہت مشکل کام ہے بیٹے کو قربان کرنا تو درکنار مال و آبرو بھی اس کے لئے قربان کرنا بڑے جوانمردوں کا کام ہے اپنی قربانی تو شاید کوئی انسان پیش کر سکیں لیکن اپنے ہاتھ سے اپنے بیٹے کو ذبح کرنا بڑا ہی سخت مشکل کام ہے۔ ابراہیم علیہ السلام نے برضاؤ رغبت حکم خداوندی کے سامنے گردن جھکا دی اور بیٹے کو ذبح کرنے کے لئے لٹا دیا بیٹے کے جذبۂ فدائیت کا اندازہ لگائیے جب اس سے مشورہ لیا گیا تو فوراً جواب دیا کہ آپ کو جو حکم ہوا ہے کر دیجئے جان کا نکلنا اور ہے جان کا دینا اور ہے جان دینا بڑا مشکل کام ہے۔ باپ خوش تھا کہ میں اپنی قربانی پیش کر رہا ہوں اور بیٹا خوش تھا کہ خدا کی راہ میں قربان ہو رہا ہوں۔ خدا کی کروڑوں رحمتیں ہوں ایسے باپ اور ایسے بیٹے پر اسلام و تفویض اور صبر و تحمل کا نمونہ جو دونوں باپ بیٹوں نے ذبح کر اور ذبح ہونے کے وقت پیش کیا اس کی مثال دنیا کی تاریخ پیش ہی نہیں کر سکتی۔ عشق صادق ہو تو پھر بڑی سے بڑی عقلی دلیل اور شیطانی فریب انسان کو بڑی سے بڑی قربانی پیش کرنے سے نہیں روک سکتے بلکہ پیش کرنے کے بعد بھی عاشق یہی خیال کرتا ہے کہ حق ادا نہیں ہوا۔

بقیہ: درس قرآن

کیا کرو؟ امام الانبیاء کے حضور سلام پڑھو۔ اور اس کے بعد درخواست کرو کہ اللہ کے نبیؐ! میرے لئے اللہ تعالے سے شفاعت کیجئے کہ اللہ تعالے میرے گناہوں کو معاف کرے اور جب کسی کے ہاتھ سلام دو (یہ بھی مسئلہ ہے) امام الانبیاءؐ کے دربار میں سلام بھیجو، جب کوئی حج کو جائے تو کہہ دو کہ جا کر میرا نام لو اور میرا نام لے کر کہہ دو کہ محمد زاہد غلام جیلانی کا بیٹا امام الانبیاءؐ کے دربار میں سلام عرض کرتا ہے۔ اور یہ عرض کرتا ہے کہ اللہ کے نبی! میرے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور سے میرے گناہوں کی معافی طلب کیجئے اور شفاعت کیجئے۔

حضرت عمرؓ ابن عبدالعزیزؒ جو امام عادل گذرے ہیں اور جنہیں لوگ عمر ثانی کہتے ہیں۔ ہر مہینے دمشق سے ایک اپنا ڈاکیہ بھیجتے تھے (ہرکارہ۔ ڈاکیہ) اس لئے کہ جا کر خلیفہ کی طرف سے سلام پیش کرے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں۔

اطلاع

مدرسہ عربیہ قاسم العلوم ملتان کا سالانہ جلسہ جو ذی الحجہ میں ہوا کرتا تھا بعض مجبوریوں کی بنا پر مؤخر کر دیا گیا ہے۔ اب یہ جلسہ یکم رجب ۱۳۸۶ھ ۶ اکتوبر ۱۹۶۶ء بروز جمعہ سے شروع ہوگا اور تین روز تک جاری رہیگا احباب نوٹ فرمالیں۔

ناظم نشر و اشاعت مدرسہ عربیہ قاسم العلوم ملتان

تعارف و تبصرہ

مضطر گجراتی بی اے

کتاب۔ نذر شرعی
مولفہ۔ الحاج حافظ کامل الدین رتو کالوی
ضخامت۔ ۱۹۶ صفحات۔ قیمت ایک روپیہ ۲۵ پیسے

ہر قوم میں استمداد و استعانت اور نذر و نیاز کا سلسلہ اپنے اپنے مذہب کی رو سے مختلف صورتوں میں موجود رہا ہے لیکن اسلام نے جو ابتدا سے توحید خالص کا پیغام لے کر اور اُسے قائم کرنے کے لئے دنیا میں آیا۔ اس معاملے کو بھی توحید ہی کی بنیاد پر قائم کیا۔ اور دیگر تمام مذاہب کے باطل نظریات کا رد کرتے ہوئے نہ صرف شرف انسانی کو بحال کیا۔ بلکہ اس فطری جذبے کو بھی شرک و کفر کی آلودگیوں سے پاک کر کے پیش کیا۔

انسان فطرتاً مدنی الطبع واقع ہوا ہے۔ اس سے ضروریات زندگی کے پورا کرنے کے ضمن میں لو اور دو کے معاشرتی اصول پر عمل ناگزیر ہے لیکن اُن معاملات میں جب کسی تکلیف دنیاوی کے ازالہ کے ظاہری امکانی اسباب ختم ہو جائیں۔ تو حصول مقصد اور تسکین قلبی کے لئے اسلام نے صرف ایک ہی راستہ بتایا ہے اور وہ ہے استمداد باللہ جیسا کہ کلام مجید میں ارشاد ہوتا ہے استعینوا بالصبر والصلوٰۃ تو اس صورت میں نذر بھی اللہ ہی کے لئے ماننی ہوگی۔ اور اسی کے نام پر دینی ہوگی۔ اسلام کی ساری موحدانہ تعلیم کا نچوڑ ہی یہی ہے کہ خداوند ارض و سما، حی و قیوم اور علی کل شی قدیر ہے ایک مسلمان ایسے رحمان و رحیم اور حی و قیوم خدا کو چھوڑ کر فوت شدہ بزرگان دین کی طرف کیونکر رجوع کر سکتا ہے۔ اگر کرتا ہے تو وہ اسلام کے احکام و قوانین سے بے بہرہ ہے نذر و نیاز کی تمام ظاہری اور باطنی صورتوں کو بھی اسی پر قیاس کر لینا چاہئے۔ مولوی کامل الدین صاحب نے زیر نظر کتاب میں نذر شرعی کی تمام جائز اور ناجائز صورتوں کا احاطہ کیا ہے اور بحث و استدلال سے ثابت کیا ہے۔ کہ نذر لغیر اللہ قطعی حرام ہے۔ ہر مسلمان کو اس کا مطالعہ ضرور کرنا چاہئے۔ زیر نظر کتاب اور مصنف کی دوسری کتاب "ڈھول کا پول" شہر بھیرہ ضلع سرگودھا مولوی محمد ازہر تاجر کتب یا لاہور قلعہ گوجر سنگھ مولوی محمد شریف امام مسجد نمبرداراں سے مل سکتی ہیں۔

کتاب ڈھول کا پول جس پر پچھلے شمارے میں تبصرہ ہو چکا ہے۔ کی قیمت ایک روپیہ ہے

بقیہ: خطبہ جمعہ

نتیجہ یہ نکلا کہ ہر شخص کو عشرہ ذی الحجہ میں اپنے گناہوں سے توبہ کرنی چاہیئے اللہ کی طرف رجوع کرنا چاہیئے، اس کی غلامی کا طوق اپنی گردن میں ڈالنا چاہیئے اور یہ عہد کرنا چاہیئے کہ ساری زندگی حق تعالیٰ شانہ، کی فرمانبرداری اور بندگی میں گزاروں گا اور اس کی اطاعت سے سرمو انحراف نہیں کروں گا۔

عرفہ کے دن

خاص طور پر اللہ تعالیٰ جل شانہ، کی عبادت میں زیادہ سرگرمی دکھانی چاہیئے کیونکہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ عرفہ کے دن سے افضل کوئی دن نہیں اللہ تعالیٰ عرفہ کے دن زمین والوں کے ذریعہ آسمان والوں پر فخر کرتا ہے اور فرماتا ہے "میرے بندوں کو دیکھو۔ پراگندہ حال، غبار آلودہ بال دور دراز راستوں سے آئے ہیں۔ میری رحمت کے امیدوار ہیں اور میرے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ روز عرفہ سے زیادہ دوزخ سے رہائی کا کوئی دن نہیں۔

دوزخ سے آزادی کا دن

حدیث میں آتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، عرفہ کا دن ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ نیچے کے آسمان پر اتر آتا ہے (یعنی بندوں پر اپنی خصوصی رحمت نازل فرماتا ہے) اور حاجیوں کی وجہ سے ملائکہ پر فخر کرتا ہے اور فرماتا ہے "میرے ملائکہ! میرے بندوں کو دیکھو۔ کس طرح بکھرے بال گرد آلودہ دور دراز راستوں سے آئے ہیں۔ میری رحمت کے امیدوار ہیں اور میرے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ (دیکھو!) جس شخص کی ملاقات کے لئے کوئی آئے اس پر حق ہے کہ آنے والے کی عزت کرے۔ میزبان پر مہمان کی عزت کرنا لازم ہے۔ گواہ رہو! کہ میں نے ان کی مغفرت کر دی اور ان کا طعام جنت کی مہمانی کو قرار دیا۔ ملائکہ عرض کرتے ہیں اے پروردگار ان میں تو فلاں مغرور مرد اور متکبر عورتیں بھی شامل ہیں۔ اللہ فرماتا ہے میں نے ان کو بھی بخش دیا روز عرفہ سے زیادہ دوزخ سے آزادی کا دن اور کوئی نہیں۔

دوسری شہادت

نافعؒ کی روایت ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے خود سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے۔ عرفہ کے دن اللہ اپنے بندوں کو (رحم کی) نظر سے دیکھتا ہے اور جس شخص کے دل میں ذرہ کے برابر بھی ایمان ہوتا ہے اس کو بخشے بغیر نہیں چھوڑتا میں نے ابن عمرؓ سے عرض کیا "کیا سب لوگوں کو بخش دیتا ہے یا صرف عرفہ والوں کو؟ فرمایا نہیں بلکہ سب لوگوں کو۔

تیسری شہادت

حضرت ابن عباسؓ فرماتے تھے یوم عرفہ حج اکبر کا دن ہے یہ ہی روز مباہات ہے۔ اللہ اس دن نچلے آسمان پر اتر آتا ہے اور فرشتوں سے فرماتا ہے۔ میرے بندوں کو دیکھو زمین پر انہوں نے میری تصدیق کی پس روز حج سے زیادہ آزادی کا دن کوئی نہیں۔

انسانی اعمال پر فرشتوں کی گواہی کی حکمت

یہ جو احادیث میں بار بار آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے۔ دیکھو میرے بندے کس حال میں میری عبادت کر رہے ہیں کس طرح لذات وشہوات سے کنارہ کشی کر کے میری رحمت کے امیدوار ہیں اور میرے عذاب سے ڈرتے ہیں تو اس کی حکمت یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو خلیفہ بنانا چاہا تو فرشتوں نے یہ درخواست کی تھی۔

أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ

کیا آپ پیدا کریں گے زمین میں ایسے لوگوں کو جو فساد کریں گے اور خونریزیاں کریں گے۔

اب حق تعالیٰ شانہ انہیں ہر ہر مرحلہ پر یہ احساس دلاتے ہیں کہ دیکھو میرے بندے فساد پھیلانے والے اور خونریزیاں کرنے والے ہیں؟ یہ تو عبادت گزار اور طاعت گزار ہیں اسی طرح حق تعالیٰ شانہ اپنے طاعت گزار بندوں پر خوش ہوتے ہیں ان پر فخر کرتے ہیں اور فرشتوں کو ان کے سوال کا عملی جواب دیتے ہیں۔

غرض

غرض یہ کہا جا رہا تھا کہ عشرہ ذی الحجہ کی بہت فضیلت احادیث نبوی میں بیان ہوئی ہے اور ان دنوں میں بندگان خدا کو حق تعالیٰ شانہ کی زیادہ سے زیادہ بندگی کرنی چاہیئے۔

عشرہ ذی الحجہ کے دوران کے اعمال اور دعائیں

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص نے عشرہ ذی الحجہ کی کسی تاریخ رات بھر عبادت کی تو اس نے گویا سال بھر حج اور عمرہ کرنے والے کی سی عبادت کی اور جس نے عشرہ ذی الحجہ کا کوئی روزہ رکھا تو گویا پورا سال اللہ کی عبادت کی۔

عشرہ ذی الحج کی نماز

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔ آپ نے فرمایا عشرہ ذی الحجہ آ جائے تو عبادت کی کوشش کرو۔ عشرہ ذی الحجہ کے ایام کو اللہ نے بزرگی عطا فرمائی ہے اور اس عشرہ کی راتوں کو بھی وہی عزت دی ہے جو اس کے دنوں کو دی ہے اگر کوئی شخص اس عشرہ کی کسی رات کے آخری تہائی حصہ میں چار رکعتیں ذیل میں درج شدہ ترکیب کے ساتھ پڑھے تو کعبہ شریف کے حج کرنے والے اور روضہ پاک کی زیارت کرنے والے کے برابر اس کو ثواب ملے گا اور اللہ سے جو کچھ وہ مانگے گا۔ اللہ اسے عطا فرمائے گا۔

ترکیب

ہر رکعت میں سورہ فاتحہ، سورہ فلق، سورہ والناس ایک ایک بار سورہ اخلاص تین تین بار اور آیت الکرسی تین بار پڑھے اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد دونوں ہاتھ اٹھا کر یہ دعا پڑھے۔

سُبْحَانَ ذِي الْعِزَّةِ وَالْجَبَرُوتِ سُبْحَانَ ذِي الْقُدْرَةِ وَالْمَلَكُوتِ سُبْحَانَ الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ سُبْحَانَ اللهِ رَبِّ الْعِبَادِ وَالْبِلَادِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا عَلَى كُلِّ حَالٍ اللهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا رَبَّنَا جَلَّ جَلَالُهُ وَقُدْرَتُهُ بِكُلِّ مَكَانٍ۔

پاک ہے عزت اور غلبہ والا، پاک ہے قدرت والا اور حکومت والا، پاک ہے وہ زندہ جو نہیں مرے گا پاک ہے انسانوں اور بستیوں کا مالک ہر حال میں

کثیر، پاکیزہ اور برکت والی حمد اللہ کے لئے ہے ۔ اللہ بڑی بزرگی والا ہے ۔ ہمارا رب بزرگ ہے اس کی عظمت بڑی ہے
اس کی قدرت ہر جگہ ہے ۔ سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ قدرت سے مراد یہاں علم ہے یعنی اس کا علم ہمہ گیر ہے ، اس دعا کے بعد نماز پڑھنے والا جو چاہے اپنے لئے دعا کرے
اگر ایسی نماز عشرہ کی ہر رات پڑھے گا تو فردوس اعلیٰ میں اللہ اس کو فروکش کرے گا ۔ اور اس کے گناہوں کو مٹا دے گا اور گذشتہ گناہ معاف کر دینے کے بعد ، اس سے کہا جائے گا ۔ اب از سر نو عمل شروع کر ۔ اگر عرفہ کے دن کا روزہ رکھے اور عرفہ کی رات کو یہی نماز پڑھے اور یہی دعا کرے ۔ اور اللہ کے حضور بہت زیادہ زاری کرے تو اللہ فرماتا ہے میرے فرشتو! گواہ رہو میں نے اس کو بخش دیا اور کعبہ کے حاجیوں میں اس کو شامل کر دیا ۔ فرشتے اس عطاء الٰہی سے خوش ہوتے ہیں اور دعا کرتے ہیں ۔

عرفہ کی شام کی دعا

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ عرفہ کی شام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر یہ دعا کرتے تھے ۔
اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ کَمَا تَقُوْلُ وَخَیْرًا مِّمَّا نَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ لَکَ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ وَاِلَیْکَ یَا رَبِّ تُرَاثِیْ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَفِتْنَۃِ الصَّدْرِ وَشَتَاتِ الْاَمْرِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَا تَجِیْءُ بِہِ الرِّیْحُ

عرفہ میں حضور علیہ السلام اور دیگر انبیاءؑ کی دعا

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کہا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عرفہ میں میری اور مجھ سے پہلے پیغمبروں کی زیادہ تر یہ دعا ہوتی ہے ۔
لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا وَّفِیْ سَمْعِیْ نُوْرًا وَّفِیْ بَصَرِیْ نُوْرًا اَللّٰھُمَّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ وَیَسِّرْ لِیْ اَمْرِیْ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ وَسَاوِسِ الصَّدْرِ وَفِتْنَۃِ الْقَبْرِ وَشَتَاتِ الْاَمْرِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا یَلِجُ فِی اللَّیْلِ وَمِنْ شَرِّ مَا یَلِجُ فِی النَّھَارِ
وَمِنْ شَرِّ مَا تَھُبُّ بِہِ الرِّیَاحُ وَمِنْ شَرِّ بَوَائِقِ الدَّھْرِ

نویں تاریخ کی صبح سے تیرہ کی عصر تک

ہر فرض نماز کے بعد یہ تکبیر اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ ۔ ایک مرتبہ فرض ادا کرنے والوں کو پڑھنی چاہیئے اگر امام بھول جاتے تو مقتدی بلند آواز سے تکبیر پڑھ کر اسے یاد دلادیں جو شخص تنہا نماز پڑھے اسے بھی تکبیر پڑھنی چاہیئے ۔ ان پانچ دنوں میں اگر کوئی نماز قضا ہو جائے اور انہی دنوں میں اسے ادا کیا جائے تو اس کو اسے مع تکبیر کے ادا کرنا چاہیئے ۔
اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی مرضیات پر چلنے اور اپنے احکام کی بجا آوری کی توفیق عطا فرماتے اور صحیح معنوں میں محمدی مسلمان بناتے (آمین)

بقیہ : اداریہ

کی تقریریں اسی موضوع کے گرد گھومتی دکھائی دیتی ہیں ۔ با ایں ہمہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ ہم اخلاقی کمال کی منزل سے روز بروز دور ہوتے جا رہے ہیں دراصل قول وعمل کا تضاد جو اجتماعی طور پر ہم میں موجود ہے اس بہت میں ہماری ہر نیک کوشش کو ناکام بنا دیتا ہے ۔
مرض کا علاج یہ نہیں کہ اس کی تفصیل دہرا دی جائے بلکہ مرض کے ازالہ کے لئے معالجین کا خود ان نقائص سے امکانی حد تک پاک ہونا لازمی ہے پھر ان نقائص کو دور کرنے کے لئے بعض شدید اقدامات بھی ناگزیر ہوتے ہیں ۔ گو وہ مریض کو ناگوار ہی کیوں نہ ہوں ۔ جب مرض بتدریج ترقی کر رہا ہو تو مریض کو اس کے حال پر چھوڑ دینا اسے موت کے سپرد کر دینا ہے ۔ ظاہر ہے کہ کوئی عقلمند اس صورت حال پر قانع رہنے پر تیار نہ ہوگا ۔ لہٰذا سب سے پہلے قول وعمل کا تضاد دور کیجیے ۔ اگر یہ دور ہو گیا تو قوم کی کایا پلٹ ہونے میں دیر نہ لگے گی ۔

ضروری اطلاع

واہ کینٹ میں مارچ کا درس آخری اتوار کو ہونے کی بجائے انشاء اللہ ۱۹ مارچ اتوار صبح دس بجے ہوگا ۔ باہر سے آنے والے حضرات مطلع رہیں ۔ یہ تبدیلی ناگزیر وجوہات کی بناء پر کرنی پڑی ہے ۔
(محمد عثمان غنی منتظم درس قرآن ۔ واہ کینٹ)

قربانی کی کھالیں

جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کو دیجئے

اکابر علماء کی اپیل

جمعیۃ علماء اسلام پاکستان جو ملک کی قدیم مذہبی سیاسی جماعت ہے اور جس میں ملک کے جید علماء اور صحیح الخیال دین پسند مسلمان اسلام، عوام اور ملک کی خدمت کر رہے ہیں ۔ ہر دور میں اس جماعت کو ایسے رہنماؤں کی سرپرستی حاصل رہی ہے، جو علم وتقویٰ، پرہیزگاری وللہیت میں یکتا ہے ۔ جمعیۃ علماء اسلام کے پہلے صدر حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ تھے، ان کے بعد اس کے دوسرے صدر حضرت مفتی محمد حسنؒ صاحب ہوئے ۔ پھر ۱۹۵۶ء میں یہ جماعت نئے دور میں داخل ہوئی اس کے تیسرے صدر وبانی دوران حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوریؒ منتخب ہوئے ان کی وفات کے بعد اب حضرت حافظ الحدیث محمد عبداللہ صاحب درخواستی کی امارت میں یہ جماعت مسلمانوں کی دینی و دنیوی رہنمائی کر رہی ہے ۔
یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ جمعیۃ کے بعض عظیم منصوبے محض سرمایہ نہ ہونے کی وجہ سے تشنۂ تکمیل ہیں، اگر آپ چاہتے ہیں ۔ کہ الحاد و بے دینی کا خاتمہ ہو اور اس ملک میں اسلام کو بالا دستی ہو تو جمعیۃ علماء اسلام کو مضبوط بنائیں قربانی کی کھالوں اور دیگر زکوٰۃ و صدقات کے ذریعہ اس کی مالی امداد کریں تاکہ وہ مضبوط و مستحکم ہو کر حالات کا مقابلہ کر سکے ۔ جمعیۃ کے عہدہ داروں اور مخلص کارکنوں کو ضرور اس طرف توجہ دینی چاہیئے تاکہ قربانی کی کھالیں صحیح مصرف پر خرچ ہو سکیں اللہ تعالیٰ حق کی امداد فرمائیں گے ۔ صرف تھوڑی سی کوشش اور توجہ کی ضرورت ہے

اپیل کنندگان :-

(حافظ الحدیث مولانا) محمد عبداللہ درخواستی
جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا محمد عبید اللہ انور
(شیخ الحدیث مولانا) مفتی محمود (و شیخ الطریقت خلیفہ ارشد شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ)
قاضی مظہر حسین ۔

(نوٹ) بیرون لاہور کے احباب رقم ذیل کے پتہ پر ارسال کر کے رسید حاصل کریں ۔
ناظم مرکزی دفتر جمعیۃ علماء اسلام چوک رنگ محل لاہور

ملفوظات حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رح

(ماخوذ از فتیح الربانی)

مرتبہ: جناب منظور علی صاحب چوہان اسسٹنٹ ڈائریکٹر محکمہ صنعت و حرفت

اے تو اولیاء اللہ کے طریق کا کس طرح دعوےٰ کرتا ہے۔ حالانکہ تو اپنے وجود اور خلق کے ساتھ شرک کر رہا ہے۔ جب روئے زمین پر خدائے عزّ و جلّ کے سوا کوئی ایسا ہو جس سے تو ڈرتا یا امید رکھتا ہو تو تیرا ایمان نہیں۔ جب دنیا میں خدائے عزّ و جلّ کے علاوہ کوئی ایسا ہو۔ جس کا تو ارادہ رکھتا ہو۔ تو تیرا زہد نہیں۔ جب تو اس کی راہ میں کسی اور کو دیکھتا ہو تو تو موحد نہیں۔ عارف دنیا اور آخرت میں غریب اور ان دونوں اور نیز ہر اس شے سے جو حق عزّ و جلّ کے سوا ہے زاہد ہے اور اسے سوائے حق عزّ و جلّ کے کسی اور شے سے رغبت نہیں۔

حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ نے ایک جوان کو لق و دق بیابان میں دیکھا اور اس سے متعجب ہو کر پوچھا تو کہاں سے آیا ہے؟ اس نے جواب دیا۔ ھُو (وہ) انہوں نے دوبارہ پوچھا۔ کہاں کا ارادہ ہے؟ اس نے جواب دیا۔ ھُو۔ انہوں نے اس سے کہا۔ اگر تو سچا ہے تو اپنا نفس اس کے لئے فدا کر۔ نوجوان نے ایک چیخ ماری اور گر پڑا۔ آپ اس کی طرف بڑھے۔ دیکھا تو وہ مردہ تھا۔ پس وہ گئے تاکہ اس کی میت ڈھانکنے کا کچھ انتظام کریں جب واپس لوٹے تو اسے نہ پایا۔ ناگاہ غیب سے آواز آئی۔ کہ اے ابراہیم! یہ وہ شخص ہے جس کو ملک الموت نے طلب کیا اور نہ پایا۔ جس کو جنت نے طلب کیا اور نہ پایا۔ جسے آگ نے طلب کیا اور نہ پایا۔ انہوں نے پوچھا۔ پھر وہ کہاں ہے؟ تو غیب سے آواز آئی۔ "فِیْ جَنّٰتٍ وَّ نَھَرٍ فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْكٍ مُّقْتَدِرٍ"

ترجمہ: جنت اور نہروں کے بیچ مقامِ صدق میں۔ شہنشاہِ باعظمت کے پاس۔

ایک نیک آدمی شام کے ملک میں ایک مسجد کے اندر بھوکا بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے اپنے دل میں کہا۔ کاش مجھے اللہ تعالےٰ کا اسمِ اعظم معلوم ہوتا (تاکہ میں اپنی بھوک کا کوئی تدارک کر سکتا) اسی اثناء میں دو شخص مسجد میں داخل ہوئے اور ایک طرف بیٹھ گئے۔ ان میں سے ایک نے دوسرے سے پوچھا کیا تو چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اسمِ اعظم سیکھے۔ دوسرے شخص نے جواب دیا۔ ہاں چاہتا ہوں۔ اس پر پہلے شخص نے اسے کہا۔ کہ "اللہ" وہ نیک آدمی اپنے دل میں سوچنے لگا یہ تو میں کہا کرتا ہوں۔ اسے جواب ملا کہ اس طرح نہیں۔ ہماری مراد یہ ہے۔ کہ تو "اللہ" ایسی حالت میں کہے کہ تیرے دل میں اس کا غیر نہ ہو۔ پھر وہ دونوں اس کے سامنے آسمان کی طرف پرواز کر گئے۔

خدائے عزّ و جلّ ظالم نہیں تھوڑے عمل پر بہت اجر دیتا ہے۔ درست کو فاسد اور صادق کو کاذب نہیں بناتا۔ جب تو خدمت کرے گا مخدوم بنے گا۔ جب ٹھہرے گا ٹھہرایا جائے گا۔ خدائے عزّ و جلّ کی خدمت کر اور اس کو مت چھوڑ۔ ان بادشاہوں کی خدمت میں مت مشغول ہو جو تجھے نہ ضرر پہنچا سکتے ہیں نہ نفع۔ وہ تجھے کیا چیز دیں گے؟ کیا تجھے جو تیرا مقسوم نہیں وہ دیں گے؟ یا انہیں طاقت ہے کہ تیرے مقسوم میں زیادہ کریں جو کہ تیرے لئے مقدر نہیں کیا؟ ان کی طرف سے کوئی نئی بات نہیں آتی۔ اگر تو کہے ان کی عطا انہیں سے ہے تو تو کافر ہے۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ دینے والا۔ روکنے والا، ضرر پہنچانے والا، نفع دینے والا، اوّل، آخر سوائے خدا کے کوئی نہیں۔ اگر تو کہے کہ میں اس بات کو جانتا ہوں تو میں کہتا ہوں کس طرح جانتا ہے جب کہ اُس کے غیر کو اس پر مقدم رکھتا ہے۔

جس نے اللہ عزّ و جلّ کے ساتھ دولت مندی طلب کی۔ ساری چیزیں اس کی محتاج ہو گئیں۔

پاک ہے وہ جو، جس میں اور جس کے ہاتھ پر چاہتا ہے اپنی قدرت کو ظاہر کرتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کا عصا بہت سے رسوں اور چیزوں کو نگل گیا اور اس کا پیٹ نہ بڑھا۔ خدائے عزّ و جلّ نے چاہا کہ ان کو جتلائے۔ یہ قدرت ہے نہ کہ حکمت۔ کیونکہ جو کچھ اُس روز (موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے میں) جادوگروں نے کیا تھا وہ حکمت تھی۔ اور جو موسیٰ علیہ السلام کے عصا میں ظاہر ہوا وہ خدائے عزّ و جلّ کی قدرت، خرقِ عادت اور معجزہ تھا۔ اسی واسطے ان جادوگروں کے سردار نے اپنے ساتھیوں میں سے ایک کو کہا۔ موسیٰ کو دیکھ وہ کس حالت میں ہے؟ اس نے جواب دیا۔ اس کا رنگ بدلا ہوا ہے۔ اور اس کا عصا اپنا کام کئے جاتا ہے۔ جادوگروں کے سردار نے کہا۔ یہ اللہ عزّ و جلّ کا فعل ہے نہ اس کا (حضرت موسیٰ کا) اپنا۔ کیونکہ جادوگر اپنے جادو سے نہیں ڈرتا۔ اور صانع اپنی صنعت سے خوف نہیں کھاتا۔ پس وہ جادوگروں کا سردار ایمان لے آیا۔ اور اس کے ساتھی بھی اس کے پیرو بن گئے۔

اگر تو ہزار سال تک سجدہ کرتا رہے اور دل سے غیر کی طرف متوجہ ہو تو تجھ کو مفید نہیں ہو گا۔

تجھے شرم نہیں آتی اپنی زبان سے کہتا ہے میں نے اللہ پر توکل کیا حالانکہ تیرے دل میں اس کا غیر ہے۔

جو شخص خدائے عزّ و جلّ کی ارادت (محبت) کا دعوےٰ کرتا ہے اور اس کے غیر کو طلب کرتا ہے وہ اپنے دعوے میں جھوٹا ہے۔ دنیا کے طالبوں کی کثرت ہے۔ آخرت کے طالب تھوڑے ہیں۔ اور خدائے عزّ و جلّ کے سچے طالب شاذ و

نادر ہیں۔ وہ زمین کی کانیں اور اس پر بادشاہ ہیں۔ ان کے طفیل خلقت سے بلا دور ہوتی ہے۔ ان کے طفیل خدا آسمان سے بارش نازل فرماتا ہے۔ ان کی طفیل زمین میں سے پھل پھول وغیرہ اگاتا ہے ان کے دلوں کی طرف خدائے عزّ و جلّ کی طرف سے نہریں بہتی ہیں، وہ عزت دئے جاتے ہیں، حفاظت کئے جاتے ہیں خلقت پر حاکم بنائے جاتے ہیں۔ یہ سب کچھ عقلوں سے خارج ہے۔ وہ طبیبوں کی طرح ہوتے ہیں اور مخلوقات مریضوں کی طرح۔ تجھ پر افسوس، تیرا دعوٰی ہے کہ تو ان میں سے ہے تجھ میں ان کی کون سی علامت ہے۔

بقیہ - احادیث الرسول

وزن کیا جائے۔ تو البتہ ان .... کا وزن کیا جاسکتا ہے (ترجمہ) میں اللہ تعالٰی کی پاکی بیان کرتا ہوں اور اس کی تعریف کرتا ہوں، اس کی مخلوق کی تعداد کے برابر اور اس کی مرضی کے موافق اور عرش کے وزن کے مطابق اور اس کے کلمات کی مقدا کی مانند (مسلم) اور مسلم ہی کی ایک روایت میں یہ الفاظ اس طرح مذکور ہیں سبحان اللہ عدد خلقہ، سبحان اللہ رضا نفسہ، سبحان اللہ زنۃ عرشہ، سبحان اللہ مداد کلماتہ" اور جامع ترمذی کی ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کیا میں تجھ کو ایسے کلمات نہ بتلاؤں جن کو تو پڑھا کرے وہ یہ ہیں سبحان اللہ عدد خلقہ، سبحان اللہ عدد خلقہ، سبحان اللہ عدد خلقہ (یعنی میں اللہ کی پاکی بیان کرتا ہوں اس کی مخلوق کی تعداد کے برابر) سبحان اللہ رضا نفسہ سبحان اللہ رضا نفسہ، سبحان اللہ رضا نفسہ۔ (یعنی اللہ کی پاکی بیان کرتا ہوں اس کی مرضی کے موافق) سبحان اللہ زنۃ عرشہ، سبحان اللہ زنۃ عرشہ، سبحان اللہ زنۃ عرشہ" سبحان اللہ مداد کلماتہ سبحان اللہ مداد کلماتہ، سبحان اللہ مداد کلماتہ" (یعنی تینوں طرح سے پڑھنا افضل ہے

خدام الدین خود پڑھیے
اور دوسروں کو پڑھائیے۔

بچوں کا صفحہ

قربانیٔ خلیل اللہؑ

حاجی کمال الدین صاحب

پیارے بچو! جانتے ہو یہ قربانی کیا ہے — لو سنو! آج کی صحبت میں اسی کے متعلق کچھ بیان کیا جاتا ہے صحابہ کرام نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ قربانی کیا ہے؟ ارشاد فرمایا یہ طریقہ ہے تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا۔ صحابہؓ نے پھر پوچھا۔ اس میں ہمارے لئے کیا ثواب ہے؟ فرمایا۔ ہر بال کے بدلے ایک نیکی۔ پھر صحابہؓ نے بھیڑ کے کھال کے متعلق پوچھا (یعنی کھال میں تو بے شمار بال ہوتے ہیں کیا ہر بال کے بدلے نیکی ملے گی؟) فرمایا۔ ہاں، کھال کے ہر بال کے بدلے نیکی ملے گی۔

عزیز بچو! ذرا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد پر غور کرو۔ بھلا اس سے بڑھ کر اور کیا ثواب ملے گا۔ کہ ایک قربانی کرنے سے لاکھوں، کروڑوں کیا بلکہ لاتعداد نیکیاں مل جائیں۔ بھیڑ، دنبہ اور بکری کے بدن پر جتنے بال ہوتے ہیں اُن کو اگر کوئی صبح سے شام تک گننے لگے تو شاید ختم نہ ہوں۔ اتنے بے حساب ثواب کو دیکھتے ہوئے اگر کسی پر قربانی واجب نہ بھی ہو تب بھی خوشی سے قربانی دے۔ اور اس ثواب کو ہاتھ سے نہ جانے دے۔ خدا جانے کتنے دن کی زندگی ہے۔ یہ موقع ہاتھ آئے نہ آئے۔ جب یہ دن گذر گئے تو پھر یہ دولت نصیب نہ ہوگی اور ایسی آسانی سے اس قدر نیکیاں ہرگز جمع نہ ہو سکیں گی۔ آج اس کی قیمت کا اندازہ ہم نہیں کر سکتے۔ کل میدانِ حشر میں اس کا پتہ چلے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا ارشاد سنئے۔ فرمایا کہ بقرعید کے دن انسان کے تمام نیک اعمال میں سے سب سے پسندیدہ اور محبوب عمل اللہ پاک کے نزدیک قربانی کا ہے اور یہ قربانی قیامت کے دن اپنے سینگ، بال اور کھُر کے ساتھ (صحیح سالم) آئے گی۔ اور یقیناً قربانی (کا خون) زمین پر گرنے سے پہلے حق تعالےٰ کے یہاں قبول ہو جاتا ہے۔ پس قربانی خوش دلی سے کیا کرو۔

سبحان اللہ! قربان جایئے اُس ذاتِ پاک کے کہ اتنی معمولی سی بات پر کتنا بڑا انعام بخشتے ہیں۔ اب اگر کوئی مسلمان اس نعمت کو حاصل ہی نہ کرنا چاہے تو اس سے بڑھ کر اس کی اور کیا بدنصیبی ہوگی۔ بس چاہیئے کہ نہایت خوشی کے ساتھ دل کھول کر قربانی کریں اس لئے کہ معمولی دام خرچ کرنے سے اگر اتنی بڑی دولت ہاتھ آجاتے تو پھر اور کیا چاہئے۔ بلکہ اگر خدا تعالےٰ نے دولت خوب دے رکھی ہے اور کسی چیز کی کمی نہیں تو جہاں اپنی طرف سے قربانی دے۔ وہاں اپنے گذرے ہوئے رشتہ داروں کی طرف سے بھی قربانی دے دے۔ تاکہ اُن کی روح کو بھی اتنا بڑا ثواب پہنچ جائے۔ جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے، اپنے والدین کی طرف سے، اپنے پیر و مرشد کی طرف سے یا اپنے بھائی بہنوں کی طرف سے وغیرہ وغیرہ۔

ذرا سوچئے کہ ہمیں تو یہ ثواب چند ٹکے، دام خرچ کرنے سے ہی مل جاتا ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تو اپنے پیارے بیٹے کو ذبح ہی کرا دیا تھا۔ بڑا مشہور واقعہ ہے آپ نے اکثر سنا ہو گا۔ مختصر طور پر اب بھی سن لیجئے تاکہ یاد تازہ ہو جائے

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک روز خواب میں دیکھا کہ میں اپنے بیٹے اسمٰعیلؑ کو ذبح کر رہا ہوں۔ نبیوں کے خواب سچے ہوتے ہیں۔ اس لئے آپ نے یہی سمجھا کہ خدائے تعالےٰ نے مجھ سے بیٹے کی قربانی مانگی ہے۔ آپ فوراً اس کام کے لئے تیار ہو گئے۔ خیال آیا کہ ذرا بیٹے سے بھی پوچھ لوں۔ وہ کیا کہتا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ میرے ارادے میں خلل ڈالے۔ آپ نے بیٹے سے خواب کا ذکر کیا اور رائے پوچھی۔ فرمانبردار اور سعادت مند بیٹے نے جواب میں کہا۔ کہ ابا جان! مجھ سے پوچھنے کی ضرورت نہیں اللہ جل شانہٗ کا حکم ہے بڑی خوشی سے پورا کیجئے میں ہر طرح سے حاضر ہوں۔ اور اسی فرمانبرداری میں اپنی سعادت سمجھتا ہوں۔ آپ میری طرف سے بالکل بے فکر رہیں انشاء اللہ مجھے صابر و شاکر پائیں گے —

یہ جواب سن کر باپ کو بے حد خوشی ہوئی اور خدا تعالےٰ کا حکم بجا لانے کے لئے تیار ہو گئے۔ چنانچہ باپ نے ایک چھُری بغل میں دبائی اور بیٹے کو لے کر باہر ایک کھُلے میدان کی طرف چل پڑے۔ ادھر ماں کا حوصلہ دیکھئے کہ انہوں نے بھی اپنے جگر کے ٹکڑے کو اپنے ہاتھوں سے بخوشی رخصت کیا اور ذرا بھی حیل و حجت نہ کی۔ راستے میں شیطان لعین نے بہت بہکایا مگر خدا کے خاص بندے شیطان کے پھندے میں نہیں آیا کرتے وہ تو ہم جیسے نالائق ہوتے ہیں کہ جہاں ذرا شیطان نے کان میں چکنی چپڑی باتیں کیں بس اسی کے پیچھے ہو لئے۔ جب میدان میں پہنچے تو باپ نے بیٹے کو زمین پر لٹا دیا۔ بیٹے نے کہا۔ ابا جان! اپنی آنکھوں پر پٹی باندھ لیجئے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ مجھے دیکھ کر آپ کو رحم آنے لگے۔ اور اس نیک کام میں کوئی رکاوٹ پیدا ہو جائے۔ باپ نے ایسا ہی کیا اور چھری تیز کر کے بیٹے کے گلے پر پھیرنی شروع کی۔ اپنے خیال میں تو آپ نے اپنے بیٹے کو ذبح کر ہی ڈالا تھا مگر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے اسمٰعیل کی جگہ ایک دنبہ بھیج دیا۔ یہ دنبہ ذبح ہو گیا اور بیٹے کا بال تک بھی بیکا نہ ہوا۔ اللہ پاک نے ارشاد فرمایا۔ اے ابراہیمؑ! بس کر۔ ہم تجھے آزمانا چاہتے تھے سو آزما لیا۔ تم میرے نہایت فرمانبردار بندے ہو۔

بس اسی واقعہ کی یاد تازہ کرنے کے لئے مسلمان ہر سال بقرعید کے موقع پر قربانی دیتا ہے۔ عام لوگ تو اس قربانی کا مطلب فقط اتنا ہی سمجھتے ہیں۔ کہ کسی جانور کو ذبح کیا، اس کا گوشت کچھ تو خود کھایا اور کچھ دوستوں رشتہ داروں اور غریبوں میں تقسیم کر دیا اور بس۔ یہ مطلب نہیں ہے — خدا تعالیٰ گوشت، کھال اور لہو کا محتاج نہیں کہ ہم سے جانوروں کی قربانی کرواتا ہے بلکہ مطلب یہ ہے اور یہ قربانی اس لئے کروائی جاتی ہے کہ جب مسلمان اپنے خریدے ہوئے جانور کو ذبح کرنے لگیں تو انہیں وہ قربانی یاد آجائے *

* جو حضرت ابراہیمؑ نے خدا تعالےٰ کے حضور میں پیش کی تھی۔ اور اپنے دل میں یہ سمجھ لیں کہ جانور تو جانور اگر اللہ کی راہ میں اپنی جان بھی دینی پڑے تو کچھ پرواہ نہ کریں گے۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

چیف ایڈیٹر عبید اللہ انور

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ر مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۶-۲۸۱-۲۴ مورخہ ستمبر ۱۹۵۶ء
(۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۹/۳۹/۶۶۷-۲-۹ DD مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۵۶ء

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبید اللہ انور پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا